دردِ جُدائی

محمد اصغر میرپوُری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

☆......نام کتاب : دردِ جُدائی

☆......شاعر : محمد اصغر میر پُوری

☆......اشاعت اوّل : اکتوبر 2010ء

☆......کمپیوٹر کمپوزنگ : عرفان ذاکر۔ حسن کمپیوٹرز
2۔ عثمان اینڈ سلیمان سنٹر چوک شہیداں میر پور آزاد کشمیر
☎:0334-4725703
Email:irfanzakir@ymail.com

☆......پرنٹنگ : یٰسین پرنٹرز
بیسمنٹ، سید پلازہ چوک شہیداں میر پور آزاد کشمیر

انتساب

پیارے دوست محمد سلیمان کے نام

جو ہم سب کو عمر بھر کی جدائی دے

کر اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔

شیطان لوگوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں
اللہ کے نیک بندوں کو اپنے ہمراہ چاہتا ہوں

حرفِ اوّل

ہر حمد وثناء میرے اللہ کے لیے جس نے یہ جہاں بنایا اور بے شمار درودو سلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ میرا تعلق آزاد کشمیر کے ایک اہم شہر میرپور کے مشہور گاؤں کلیال شہرو سے ہے جو اب اچھا خاصا پھیل چکا ہے۔ 1971ء میں اپنے آبائی گاؤں سے انگلستان آیا۔ یہاں کالج سے فارغ ہوتے ہی ایک مقامی فرم میں مجھے منیجر کی پوسٹ مل گئی جہاں میرے ساتھ سبھی باذوق لوگ تھے۔

اُن دِنوں تفریح کے دو ہی طریقے تھے سینما دیکھنا یا کتابیں پڑھنا۔ مُجھے کتابوں سے دلچسپی تھی کسی نہ کسی شاعر کی کتاب خرید لیتا اور پڑھتا اسی طرح وقت گزرتا گیا اور 1990ء میں کافی ایشیائی ریڈیو آ گئے جن پر اُردو نشریات شروع ہو گئیں اور بذریعہ فون میں نے اپنا انتخاب سنانا شروع کیا۔ 2000ء میں یہاں برِمنگھم کے ایک مقامی ریڈیو پر محترم اِقبال صاحب جو کہ ایک اچھے شاعر اور اچھے انسان بھی ہیں، بزمِ سُخن پروگرام پیش کیا کرتے تھے، میں نے وہاں انتخاب سنایا تو انہوں نے بڑی حوصلہ افزائی کی اور مشورہ دیا کہ میں خود بھی کچھ لکھا کروں۔ میں کبھی کوئی تُک بندی سنا دیا کرتا تو انہوں نے مجھے اپنے پروگرام میں بطور مہمان مدعو کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے دوست محمد سلیمان (اللہ اُن کے درجات بلند کرے) نے بڑی حوصلہ افزائی کی۔

میں نے کبھی کوئی کتاب لکھنے کا سوچا بھی نہ تھا مگر یہ سب دوستوں کے اصرار پر کرنا ہی پڑا۔ میں اسے اپنی تُک بندی ہی کہوں گا کیونکہ میں نے کبھی شاعر

ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اُمید کرتا ہوں آپ میری کوتاہیوں کو نظر انداز کریں گے۔
اس چھوٹے سے سفر میں بہت سے دوستوں نے میری حوصلہ افزائی کی جن میں ریڈیو، ٹی وی کے سامعین و ناظرین اور میزبان شامل ہیں اگر سبھی کے نام لکھوں گا تو ایک اور کتاب درکار ہوگی اور چند حاسد بھی ملے جو کہ انسان کی شخصیت سنوارنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں، جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جس کا کوئی دشمن نہیں ہے۔

دُعا کا طالب

محمد اصغر

محبت کے پھول بکھیرنے والا شاعر

انسان کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق ہے اور اپنے رب کی تخلیقی صفات سے متصف ہے جن کے اظہار کے لیے وہ مختلف انداز اختیار کرتا ہے۔ کوئی مصور ہے تو کوئی اداکار، کوئی گلوکار ہے تو کوئی موسیقار، کوئی ادیب ہے اور کوئی شاعر ہے۔ ان سب میں ایک قدر مشترک ہے کہ انسان اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے ذریعے اپنی شناخت اور پہچان کراتا ہے۔

شاعری خالصتاً تخلیقی عمل ہے اور اس میں آورد کے بجائے آمد کا زیادہ عمل دخل ہے۔

''دردِ جُدائی'' محمد اصغر میرپوری کا پہلا شعری مجموعہ ہے اگرچہ شاعری کے میدان میں ان کا نام نیا ہے لیکن ان کے خیالات کی بلندی پرواز اور فنی پختگی ان کے شعری سفر میں کامیابی کا پتہ دیتی ہے۔

محمد اصغر کی شاعری میں اپنوں سے محبت کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ''دردِ جُدائی'' کا انتساب بھی اُنہوں نے اپنے پیارے دوست محمد سلیمان کے نام کیا ہے اور ایک مختصر مگر خوبصورت نظم بھی اپنے دوست کے نام لکھی ہے۔

اس کے بنا ہر بزم سونی لگتی ہے
وہ تو ہر ایک محفل کی جان تھا
ہر کسی سے ملتا تھا خلوص سے
یہی اُس کی مروت کا نشان تھا

ہفتہ بھی سال لگتا تھا اسے دیکھے بِنا
مجھے اس کی دوستی پہ بڑا مان تھا

دوسروں کے لیے سوچنا اور ان کی بھلائی کی باتیں کرنا ان کی نظموں کا خاص موضوع ہے۔

ے سو اپنے رب کی بندگی کرتے رہنا سدا
آخرت میں کام آئے گا یہی خزانہ دوستو !

وہ دوسروں کو خوشی دینا اعزاز کی بات بلکہ نماز کے برابر سمجھتے ہیں۔

ے ہم اپنی باتوں سے کسی کو خوشی دے سکیں
ہمارے لیے یہی بات بڑا اعزاز ہے پیارے
ہماری باتوں سے کسی کو رنج نہ پہنچے
اب تو یہی اپنی نماز ہے پیارے
کسی کی زندگی میں کوئی غم نہ آئے اصغؔر
اپنے رب سے ہر پَل یہی فریاد کرتا ہوں

یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنے دُکھوں اور غموں کو سب سے زیادہ شمار کرتا ہے لیکن شاعر تو انوکھی فطرت کا مالک ہے کہ وہ دوسروں کے غم کو بھاری سمجھتا ہے۔

ے تیرے غم کا پلڑا پھر بھی بھاری نکلا
زمانے بھر کی خوشیاں شمار کر کے دیکھا ہے

محمد اصغر نے ہر طرح کے موضوعات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔
نظم اور غزل دونوں میں بڑی مہارت سے شعر کہتے ہیں لیکن ایک خوبصورت

’’مکالماتی نظم‘‘ ان کی شاعری پر دسترس کا ثبوت ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

؎ میں نے کہا کب دن سہانے آئیں گے
اس نے کہا جب وہ پرانے زمانے آئیں گے
میں نے کہا گزرا زمانہ آتا نہیں دوبارہ
اس نے کہا کیا میری یاد نہیں کوئی چارہ
میں نے کہا چند دن مہمان سمجھ کر رکھ لیجئے
اس نے کہا پہلے اکیلے پن کا مزہ چکھ لیجئے
میں نے کہا عمر کے ساتھ وزن بھی بڑھتا جا رہا ہے
اس نے کہا میں فون رکھتی ہوں کوئی آ رہا ہے

اسی طرح کی ایک اور نظم ’’یہ دُوری مٹا لیں‘‘ ہے۔ جبکہ ’’شاد رہو‘‘، ’’ابھی اس کی دید سے وضو کر رہا ہوں‘‘، ’’ہمیں جس سے پیار ہو جائے‘‘، ’’رب پہ پُختہ ایمان‘‘، ’’محبت کرنے والے انسان‘‘، ’’خود کو تیار کرو‘‘ خوبصورت نظمیں ہیں۔

؎ اس کی محبت بھری نگاہ کا محتاج ہوں
میں کب آرزوئے رنگ و بُو کر رہا ہوں
میں نمازِ عشق بھی پڑھوں گا ناصح
ابھی اس کی دید سے وضو کر رہا ہوں

جہاں تک محمد اصغر کی غزل کا تعلق ہے تو اس میں بھی متنوع موضوعات ہیں اور شاعر نے غزل کی صنف کو بھی خوبصورتی سے اپنے خیالات کا اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔

ے اے دوست ہم نے پیار کر کے دیکھا ہے
زندگی بھر کسی کا انتظار کر کے دیکھا ہے
جن لوگوں کا شیوہ ہے خوشامد کرنا
ایسے لوگ دنیا میں کامیاب بہت ہیں
میرے دل میں کوئی مہمان بن کر آیا ہے
بے جان جسم میں وہ جان بن کر آیا ہے
جس کا مشغلہ تھا اوروں کو دُکھ دینا
اب وہ اُداس ، غموں کی شام سے ہے

اگر محمد اصغر میرپوری کی شاعری کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو ایک بات نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ وہ لوگوں میں محبت، ایثار اور قربانی کے جذبے کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

ے محبت میں کسی تفریق کے ہم نہیں قائل
ہمیں تو محبت خاص وعام سے ہے
ہم نے محبت کا آغاز تو کر دیا اصغؔر
ہمیں نہ کوئی غرض انجام سے ہے
اپنا اور لوگوں سے انوکھا انداز ہے پیارے
تم کیا جانو کیسی محبت کی آواز ہے پیارے
جو محبت کرنے والے انسان ہوتے ہیں
ایسے لوگ انسانیت کی پہچان ہوتے ہیں

لوگوں کو اس بارے میں ہوشیار کرو

نفرت کے بجائے اک دُوجے کو پیار کرو

اللہ کرے کہ محمد اصغر اس طرح محبت کا پیغام اور محبت کے گیت لوگوں تک پہنچاتے رہیں کیونکہ آج کے افراتفری کے دور میں پیار اور محبت کی اشد ضرورت ہے۔اب جبکہ مصروفیت کا یہ عالم ہے کہ محبت کے لیے وقت نہیں ملتا تو معلوم نہیں لوگ نفرت کے لیے وقت کہاں سے نکال لیتے ہیں۔

دعا ہے کہ محمد اصغر ادب کی دُنیا میں اپنے شعروں کے ذریعے محبت کے پھول بکھیرتے رہیں (آمین)

پروفیسر منیر احمد یزدانی

شعبہ اُردو

گورنمنٹ کالج میرپور

نگران اعلیٰ کُل پاکستان بزمِ فکر ونظر

حمدِ باری تعالیٰ

اللہ کے سِوا کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتا نہیں ہوں
کِسی اور کے آگے میں گِڑگڑاتا نہیں ہوں

اپنے مالِک کی رضا پے راضی رہتا ہوں سدا
آقا کے سِوا کسی در پے سر جُھکاتا نہیں ہوں

اللہ تعالیٰ خُود حُکم کرتے ہیں مُجھ سے دُعا کرو
اللہ کی بات کسی غیر اللہ کے مقابل ٹُھکراتا نہیں ہوں

اُسی ہستی سے مانگتا ہوں جو شہ رگ سے قریب ہے
کِسی غیر اللہ کے سامنے آنسو بہاتا نہیں ہوں

جو سارے جگ کی بِگڑی بنانے والا ہے
اُس کے دَر کو چھوڑ کر کہیں جاتا نہیں ہوں

......☆......

ہمارے پیارے نبی ﷺ

ظُلمت میں کیا اُجالا آپؐ نے
توحید کا کیا بول بالا آپؐ نے

جھوٹے خداؤں کی پُجاری تھی دنیا
دِلوں سے بُتوں کو نکالا آپؐ نے

جو بھٹکے تھے صراطِ مستقیم سے
اُنہیں سیدھی راہ پہ ڈالا آپؐ نے

یتیموں مسکینوں کا کوئی سہارا نہ تھا
ایسے غریبوں کو سنبھالا آپؐ نے

ہر جانب اندھیرا تھا جہالت کا
اسلام میں سب کو ڈھالا آپؐ نے

......☆......

میرادوست سلیمان

میرا بہت عزیز دوست سلیمان تھا
ہمارے ساتھ وہ پچھلے رمضان تھا
میرے اس یار کا کوئی ثانی نہ تھا
وہ تو بڑا بے مثال انسان تھا
اس کے بنا ہر بزم سونی لگتی ہے
وہ تو ہر ایک محفل کی جان تھا
ہر کسی سے ملتا تھا خلوص سے
یہی اس کی مروت کا نشان تھا
ہفتہ بھی سال لگتا تھا اسے دیکھے بنا
مجھے اس کی دوستی پہ بڑا مان تھا
بہت نشیب و فراز آئے اس کی زیست میں
بُرے وقت میں بھی ہونٹوں پہ رکھتا مسکان تھا
خدا سلیمان کے درجات بلند کرے
جو میرا دوست تھا ، جان تھا

......☆......

جب تُم میری تُربت پہ آنا دوستو !

جب تُم میری تُربت پہ آنا دوستو!
میری مغفرت کی دُعا فرمانا دوستو!

یہ دُنیاوی پھول تو مُرجھا جاتے ہیں
تُم اپنی دُعاؤں کے گلاب چڑھانا دوستو!

خُوشی خُوشی لوٹ جانا شہرِ خموشاں سے
اُداس ہو کے میری رُوح کو نہ رُلانا دوستو!

اپنے رب کی بندگی کرتے رہنا سدا
آخرت میں کام آئے گا یہی خزانہ دوستو!

زندگی بھر جن لوگوں نے مجھے غم دیے
ایسے لوگوں کو میری لحد پہ نہ لانا دوستو!

دنیا میں سب دولت کے رشتے ہیں اصغؔر
اب آیا ہے یہ نیا زمانہ دوستو!

......☆......

خُود کو تیار کرو

لوگوں کو اس بارے میں ہوشیار کرو
نفرت کے بجائے اِک دُوجے کو پیار کرو

اِک روز ہمیں اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے
اِس دن کے لیے خُود کو تُم تیار کرو

کسی کے ہو جاؤ زندگی بھر کیلئے
ہر حسیں چہرے سے نہ آنکھیں چار کرو

دوستی میں تو گِلے شِکوے ہُوا کرتے ہیں
کبھی چُھپ کر نہ کسی پہ وار کرو

اصغر کی ہر بات پتھر پہ لکیر ہوتی ہے
کبھی تو میری باتوں پہ تُم اعتبار کرو

......☆......

محبت کرنے والے انسان

جو محبت کرنے والے اِنسان ہوتے ہیں
ایسے لوگ انسانیت کی پہچان ہوتے ہیں

اپنے پیاروں کو رب آزماتا رہتا ہے
اِن کی زِیست میں کڑے امتحان ہوتے ہیں

کئی انسانوں کے کام دیکھ کر یوں لگتا ہے
کہ جیسے کچھ لوگ اولادِ شیطان ہوتے ہیں

جن کے اپنے دل میں کھوٹ ہوتا ہے
وہی دوسرے لوگوں سے بدگمان ہوتے ہیں

دُور ہوتے ہوئے بھی دل میں بسے رہتے ہیں
دُنیا میں کچھ ایسے پیارے انسان ہوتے ہیں

......☆......

مبارک دن کا پیغام

اپنے مولا سے تُم ڈرتے رہنا
مخلوق سے پیار کرتے رہنا

منکر نکیر کے سوالوں کے لیے
خُود کو تیار کرتے رہنا

آخری وقت کلمۂ شہادت نصیب ہو
اِس بات کی دُعا کرتے رہنا

عاقبت کو ہر پَل تصّور میں رکھنا
اور نیکیوں سے دامن بھرتے رہنا

اپنے اللہ سے لو لگا کر
خوشیوں سے دامن بھرتے رہنا

......☆......

ربّ پہ پختہ ایمان

جو لوگ سینے میں قرآن رکھتے ہیں
وہ اپنے ربّ پہ پختہ ایمان رکھتے ہیں

اپنے اللہ سے ڈرنے والے انسان
دل میں فکرِ دو جہان رکھتے ہیں

ہماری باتوں سے کسی کو دکھ نہ پہنچے
اس بات کا ہم دھیان رکھتے ہیں

ہم کبھی اپنا نام و نسب نہیں بدلتے
ہر جگہ اپنی اک پہچان رکھتے ہیں

خدا کے سوا کسی سے کیا ڈرنا اصغرؔ
ہم تو ہتھیلی پہ جان رکھتے ہیں

......☆......

عبادت کا حق

اِس طرح عبادت کا حق ادا کرتے رہا کرو
ہر کسی کے لیے تم دُعا کرتے رہا کرو

ایک دن اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے
اِس گھڑی کیلئے خُود کو تیار کرتے رہا کرو

اللہ و رسول کی اطاعت کرتے رہنا سدا
اس بات کا ساتھیوں کو بھی پابند کرتے رہا کرو

روزِ محشر کوئی کسی کے کام نہ آئے گا
اِس کے متعلق سب کو ہوشیار کرتے رہا کرو

عذابِ قبر سے بچنے کی خاطر اے نادانو
خُود کو اِس دن کیلئے تیار کرتے رہا کرو

اِس سے قبل کہ تمہاری نماز جنازہ پڑھی جائے
تُم لوگ اپنی نمازیں قائم کرتے رہا کرو

......☆......

تیر نہ تلوار سے کام لیا کرو

دوستو تیر نہ تلوار سے کبھی کام لیا کرو
بُرا کہنے سے پہلے زبان کو لگام دیا کرو

زیست میں ہزاروں نشیب و فراز آئیں تو کیا
نیک بندوں کی طرح صبر کا دامن تھام لیا کرو

دین اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچانے کی خاطر
کچھ مذہبی محفلوں کا بھی اہتمام کیا کرو

جو ہر کسی کے کانوں میں رس گھولے
ایسے پیارے انداز میں سب سے کلام کیا کرو

اپنی خطاؤں کو تسلیم کرنے والا عظیم ہوتا ہے
اپنی کوتاہیوں کا دوسرں کو نہ الزام دیا کرو

......☆......

غزل

اگر تُجھے نفرت میرے نام سے ہے
پھر کیوں محبت میرے کلام سے ہے

جس کا مشغلہ تھا اوروں کو دُکھ دینا
اب وہ اُداس ، غموں کی شام سے ہے

محبت میں کسی تفریق کے ہم نہیں قائل
ہمیں تو محبت خاص و عام سے ہے

جس کی دید کو ترس رہی ہیں آنکھیں
اسی کو نہ فرصت اپنے کام سے ہے

ہم نے محبت کا آغاز تو کر دیا اصغؔر
ہمیں نہ کوئی غرض انجام سے ہے

......☆......

غزل

کیسے بُھول پاؤں گا تیری پیاری مُسکان کو
سدا یاد رکھوں گا تیرے ہر احسان کو

تیری حسیں صورت پہ مر مِٹے ہیں ہم
اب یہ روگ لے بیٹھا ہے میری جان کو

انجانے میں اک پتھر کی مُورت کو دل دے بیٹھا
میرے مولا معاف کرنا اس خطا کار انسان کو

یہ ہماری خطا ہے نہ تمہاری ہی خطا
محبت ہو ہی جاتی ہے انسان سے انسان کو

یہ تیری یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتا
میں کیسے سمجھاؤں اس دلِ نادان کو

جس گھر میں تُو میرے ساتھ نہ ہو
میں بھلا کیا کروں گا ایسے مکان کو

اصغؔر کو ایک بار آزما کے تو دیکھ لے
تیری خاطر خیر باد کہہ دوں گا اس جہان کو

غزل

جی رہا ہوں یا زندگی سے دھوکہ کر رہا ہوں
جو غم ملے ہیں ان سے سمجھوتہ کر رہا ہوں

تُم سے محبت کرنے کی خطا کی تھی کبھی
اسی لیے اب دن رات آہیں بھر رہا ہوں

تیری عدالت نے جو مجرم ٹھہرایا ہے مجھے
میں کچھ کہے بنا سرِ تسلیم خم کر رہا ہوں

جس کی نظروں میں میرے پیار کی قدر نہیں
اِسی کی چاہ میں گُھٹ گُھٹ کے مر رہا ہوں

اصغؔر کی فطرت میں نہیں کسی سے دغا کرنا
نہ جانے کیوں بار بار وضاحت کر رہا ہوں

......☆......

غزل

اِن دِنوں یاد آتا بہت ہے
پھر مجھے رُلاتا بہت ہے

کبھی تنہا ہونے نہیں دیتا
تصور میں آتا بہت ہے

نظروں سے کرتا ہے گھائل
دل پر بجلیاں گراتا بہت ہے

جب بھی آتا ہے ملنے
میرے سامنے اتراتا بہت ہے

اپنے قول و فعل میں تضاد ہے
مگر مجھے سمجھاتا بہت ہے

......☆......

غزل

کسی کو ہم سے پیار ہو سکتا ہے سوچا نہ تھا
ہمارے لیے کوئی بے قرار ہو سکتا ہے سوچا نہ تھا

ہمیں تو یہ بات اک خواب سی لگتی ہے
کوئی ہم پہ نثار ہو سکتا ہے سوچا نہ تھا

ہم تو شعر و سخن کو مشغلہ سمجھتے رہے
شعرا میں اپنا بھی شمار ہو سکتا ہے سوچا نہ تھا

جس حسیں کی مسکراہٹ کسی کلی جیسی ہے
وہ مانند خار ہو سکتا ہے سوچا نہ تھا

کیا خبر تھی کے تُم بھی بدل جاؤ گے
تُم سے مِلنا دُشوار ہو سکتا ہے سوچا نہ تھا

......☆......

غزل

میرے دل میں کوئی مہمان بن کر آیا ہے
بے جان جسم میں وہ جان بن کر آیا ہے

خزاں کی صورت تھا میرا سارا جیون
اُجڑے گلشن کا وہ باغبان بن کر آیا ہے

زیست میں کوئی آرزو کوئی جستجو نہ تھی
وہ میرے لیے اک ارمان بن کر آیا ہے

مجھے کسی کے التفات کی کیوں ہو جستجو
یُوں لگتا ہے کوئی مہربان بن کر آیا ہے

میرے تخیل کو جس پرواز کی تلاش تھی
میرے لیے وہ آسمان بن کر آیا ہے

......☆......

غزل

تیرے آنسو کبھی بہنے نہ دیں گے
تمہیں اِس طرح اُداس رہنے نہ دیں گے

تیری نظروں میں ہم بے وفا ہی سہی
کسی اور کو یہ بات کہنے نہ دیں گے

تیرے قدموں میں بچھا دیں گے ساری خوشیاں
تیری زندگی میں کوئی غم رہنے نہ دیں گے

جب بھی پکارو گے چلے آئیں گے ہم
غمِ جدائی تمہیں سہنے نہ دیں گے

غیر کا تصور بھی نہ کریں گے کبھی
کسی اور کو دل میں رہنے نہ دیں گے

......☆......

غزل

ایسا نہیں کہ ہم تمہیں پیار نہیں کرتے
یہ اور بات کہ اِس کا اظہار نہیں کرتے

ہم تو دُنیا میں مِلنے کے قائل ہیں جاناں
محشر تک کسی کا انتظار نہیں کرتے

اُلفت میں غم کے سوا کچھ نہ مِلا
اَب ہم کسی سے پیار نہیں کرتے

اک زندگی کے سوا میرا کچھ نہیں ہے
آپ جیسا دوست مانگے تو انکار نہیں کرتے

پچھلے دِنوں جتنا تُم نے تڑپایا ہے مجھے
ایسا تو دشمن بھی میرے یار نہیں کرتے

......☆......

غزل

اُسے پیار کب میری ذات سے تھا
اُسے تو مطلب اپنی بات سے تھا

آج وہ بھی گمنام ہے زمانے میں
جو مشہور میری ذات سے تھا

وہ بھی مفاد پرست تھا اوروں کی طرح
یہ تو ظاہر اُس کی ہر بات سے تھا

سُنا ہے اُس نے کسی سے وفا نہیں کی
وہ کھیلتا ہر کسی کے جذبات سے تھا

بہت چھوٹی تھیں سوچیں اُس کی اصغؔر
جس کا تعلق اُونچی ذات سے تھا

......☆......

غزل

اے دوست ہم نے پیار کر کے دیکھا ہے
زندگی بھر کسی کا انتظار کر کے دیکھا ہے

تیری محبت چُھپائے بھی نہ چُھپ سکی
ہم نے خاموشی اختیار کر کے دیکھا ہے

وہ رشتے ٹُوٹ ہی جاتے تو اچھا تھا
نادانی میں جنہیں اُستوار کر کے دیکھا ہے

زِیست کا سفر تو بڑا کٹھن تھا لیکن
ہم نے یہ سمندر پار کر کے دیکھا ہے

تیرے غم کا پلڑا پھر بھی بھاری نِکلا
زمانے بھر کی خُوشیاں شمار کر کے دیکھا ہے

......☆......

غزل

مانا کے تیری محفل میں مہتاب بہت ہیں
میرے اشعار بھی تو نایاب بہت ہیں

جن لوگوں کا شیوہ ہے خوشامد کرنا
ایسے لوگ دنیا میں کامیاب بہت ہیں

یہ اور بات کہ میں کچھ نہیں کہتا
وگرنہ تیری باتوں کے جواب بہت ہیں

جس سمت دیکھتا ہوں تمہی تُم ہو
لگتا ہے آنکھوں میں سراب بہت ہیں

تمہیں تو میری یاد نہیں آتی کبھی
ہم تجھ سے ملنے کو بے تاب بہت ہیں

نہ جانے ایسی کیا بات ہے تجھ میں
تیرے سوا اور بھی دوست احباب بہت ہیں

ابھی سے کیوں حوصلہ ہار بیٹھے ہو اصغؔر
زندگی کے سفر میں ابھی عتاب بہت ہیں

......☆......

غزل

دل کی یہ خواہش تھی کہ چاہے جائیں ہم
یہ کب چاہا تھا کے نفرت سے ٹھکرائے جائیں ہم

جو میری نظروں سے خود کو چھپائے بیٹھا ہے
اپنے تصور میں اس کی تصویر بنائے جائیں ہم

حاسد حسد کرتے ہیں سدا کرتے رہیں گے
رضائے الٰہی سے دلوں میں سمائے جائیں ہم

بڑے دکھ دیے ہیں سستی شہرت کے پجاریوں نے
فراخ دل ہیں اتنے کہ مسکرائے جائیں ہم

ہے انکساری اپنی فطرت میں شامل اصغؔر
اسی لیے محفلوں میں ہر دلعزیز کہلائے جائیں ہم

......☆......

غزل

وقت کی گاڑی چلتی جا رہی ہے
محبت دنیا سے مٹتی جا رہی ہے

یہاں بھلائی کی کوئی قدر نہیں ہے
بُرائی دلوں میں گھر کرتی جا رہی ہے

ہر شے کی قیمت آسمان کو چُھو رہی ہے
آمدنی پہلے سے گھٹتی جا رہی ہے

اس دنیا کا نہ جانے کیا انجام ہوگا
ہر کسی کی بے چینی بڑھتی جا رہی ہے

امن کا کوئی بھی نام نہیں لیتا
ہر پل کتنی دنیا مرتی جا رہی ہے

......☆......

غزل

جس شاعر کا تخیل بلند نہیں ہوتا
اس کا کلام سامعین کو پسند نہیں ہوتا

دل ہی دل میں تو چاہتا ہے مجھے
مگر ملنے کو وہ رضامند نہیں ہوتا

بڑے بزرگوں سے یہ بات سنتے آئے ہیں
کہ لمبے قد کا آدمی خردمند نہیں ہوتا

بندے کو چاہیے رب کی بندگی کرتا رہے
جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا

زندگی کی دوڑ میں وہ پیچھے رہ جاتا ہے
جو اصغرؔ کی طرح وقت کا پابند نہیں ہوتا

......☆......

غزل

کسی کی پیاری صورت آنکھوں میں سمائی ہوئی ہے
اِس طرح اپنی چھوٹی سی دُنیا بسائی ہوئی ہے

اب کسی سے محبت کا تصور بھی کیسے کروں
پہلے ہی اِس راہ میں ٹھوکر کھائی ہوئی ہے

جس نے ساتھ نبھانے کی قسمیں کھائی تھیں
آج نہ جانے کیوں مجھ سے پرائی ہوئی ہے

کچھ آنسو تلخ یادیں ، اُداسی اور تنہائی
تمام عمر محبت میں یہ کمائی ہوئی ہے

ہو سکے تو اپنے اصؔغر کو سنبھالو آج
میری جان لبوں تک آئی ہوئی ہے

......☆......

غزل

آپ کی محبت سے ہم محروم ہو نہیں سکتے
انسان ہیں فرشتوں کی طرح معصوم ہو نہیں سکتے

جب تک نہ کرے کوئی ہم سے اظہار محبت
ہمیں کسی دل کے بھید معلوم ہو نہیں سکتے

ایک بار کہا تھا خداراہ اتنے ستم نہ ڈھاؤ
پیار سے بولے آپ اتنے مظلوم ہو نہیں سکتے

باتوں ہی باتوں میں وہ میرا دل توڑ دیتے ہیں
بُرے الفاظ کے کبھی اچھے مفہوم ہو نہیں سکتے

ہر سوال کا پل بھر میں جواب چاہیے انہیں
اصغرؔ کے پاس اتنے علوم ہو نہیں سکتے

......☆......

غزل

جن سے زیادہ پیار کریں وہ خدا ہو جاتے ہیں
جو دِل کو بھلے لگتے ہیں وہ جدا ہو جاتے ہیں

ہر دوست کو چاہتا ہوں میں زندگی کی طرح
شاید اسی لیے وہ بے وفا ہو جاتے ہیں

ہمیں ایک بار کوئی خلوص سے ملے اگر
دِل و جان سے اس پہ فِدا ہو جاتے ہیں

محفل میں تو میرا بھرم رکھ لیتے ہیں
تنہائی میں چھیڑوں تو خفا ہو جاتے ہیں

چپکے سے چلے آتے ہیں میرے سپنوں میں
جو چھونا چاہوں تو باد صبا ہو جاتے ہیں

اصغؔر تو تیرا مریض محبت ہے جاناں
تیرے پیار بھرے دو بول دوا ہو جاتے ہیں

......☆......

غزل

وہ میرے معصوم دل کی صدا تھی
خدا سے مانگی ہوئی کوئی دعا تھی

اپنی جان سے بڑھ کر چاہا اسے
یہ میرے پیار کی انتہا تھی

کیا کہوں اس کی شیرینیٔ گفتار کا
کانوں میں رس گھولتی اس کی ندا تھی

سلام بھیجتی تھی مجھے ہواؤں کی زبانی
یوں لگاتا تھا جیسے وہ باد صبا تھی

میں ہی اس کا ساتھ نہ دے سکا
ورنہ وہ تو اک مورتِ وفا تھی

آخری بار جب الوداع کہا اس نے
ہونٹوں پہ تبسم دل سے خفا تھی

نہ جانے کیسے اسے بُھول پاؤں گا
جس کی ہر بات زمانے سے جدا تھی

......☆......

غزل

تیری نظر میں میرا پیار اہم نہیں ہے
میری محبت خاص ہے کوئی عام نہیں ہے

ہم تو تیری الفت کا دم بھرتے رہیں گے
گو تیرے دل میں میرا کوئی مقام نہیں ہے

میں کیسے اپنے جذبات قابو میں رکھوں
جب کہ مجھے فکرِ انجام نہیں ہے

میری غزل کا ہر شعر تیری نذر ہے جاناں
یہ کسی اور حسیں کے نام نہیں ہے

میں تیرے دل میں اگر گھر بنا نہ سکا
تو پھر سمجھنا اصغؔر میرا نام نہیں ہے

......☆......

غزل

اس آس پہ بیٹھے ہیں راہوں میں
شاید کوئی لے لے اپنی بانہوں میں

وہی ہمیں تنہا چھوڑ کے چل دیے
ہم آئے تھے جن کی پناہوں میں

وہ اس لیے میرا ساتھ نہ دے سکا
مجبوری کی زنجیر تھی اس کے پاؤں میں

مال و زر سے بھی ہمیں میسر نہ ہوا
جو سکون تھا وطن کی چھاؤں میں

ایسا اثر دنیا کی کسی دوا میں نہیں
جو ہوتا ہے اک ماں کی دعاؤں میں

اب تو دن رات یہی فکر رہتی ہے
کہ کب لوٹ کر جائیں گے گاؤں میں

یہاں ہر چہرہ اجنبی سا لگتا ہے
کوئی نہیں ہے میرے آشناؤں میں

جو موت کے منہ سے لوٹ آتے ہو اصغؔر
کوئی تو یاد رکھتا ہے دعاؤں میں

……☆……

موت تیری باہوں میں آئے

خدا کرے کہ کچھ اثر میری دعاؤں میں آئے
جو موت بھی آئے تو تیری باہوں میں آئے

جو رہنما بنے تھے زیست کے سفر میں
وہی ہم سفر چھوڑ کر راہوں میں آئے

تیرے سوا دنیا میں کوئی اپنا نہ تھا
اسی لیے تو ہم تیری پناہوں میں آئے

ہم تو وفا کے پتلے بنے رہے تمام عمر
کہیں ہمارا نام نہ بیوفاؤں میں آئے

جو کوئی بھی دیکھے ہے میری جانب
تیری تصویر اسے نظر میری آنکھوں میں آئے

ہر پل تجھے میرا دل یاد کرتا ہے جاناں
تیرے نام کی صدا میری دھڑکنوں میں آئے

......☆......

جان سے پیارے دوست کے نام

میں جب بھی اُداس ہوتا ہوں وہ مجھ کو ہنسا دیتا ہے
میری جان ہے وہ جو ہر بزم میں مجھ کو دعا دیتا ہے

ہار جاتا ہوں غم دوراں کی تلخیوں سے جب
چپکے سے آ کے وہ میرا حوصلہ بڑھا دیتا ہے

اور سبھی دوستوں سے جدا ہے انداز اس کا
وہ پیار سے مجھے کھری کھری بھی سنا دیتا ہے

میں لاکھ چھپاؤں اس کا پیار زمانے سے
اپنی نظموں کی زبانی وہ یہ راز بتا دیتا ہوں

ہر روز محبت بھرے ایس ایم ایس بھیج کر
میرے دِل کے گُلشن میں پھول کھلا دیتا ہے

اصغؔر خوش نصیب ہے جسے تم سا پیارا دوست ملا
ورنہ آج کا انسان دکھ کے سوا کیا دیتا ہے

......☆......

آؤ کچھ باتیں کریں

آؤ مل کے چاند تاروں کی باتیں کریں
بھنور کو چھوڑ کر کناروں کی باتیں کریں

داستان لیلیٰ مجنوں تو سب ہی سن چکے
چلو اب ہم اپنے یاروں کی باتیں کریں

شاہوں کے قصیدے تو سب ہی نے کہے
اب کیوں نہ درد کے ماروں کی باتیں کریں

پھولوں کو تو ہر کوئی پیار کرتا آیا ہے
جی چاہتا ہے اب مظلوم خاروں کی باتیں کریں

دولت و شہرت والوں کا بہت ذکر ہو چکا
چلو اب ہم درد کے ماروں کی باتیں کریں

......☆......

زخم کبھی سلا نہیں کرتے

دوستی میں ہم لوگ اُمید صلہ نہیں کرتے
کسی سے دوستی نہ رہے تو گلہ نہیں کرتے

جن لوگوں کے ایک سے زیادہ روپ ہوں
ایسے لوگوں سے ہم کبھی ملا نہیں کرتے

دوستی کے پردے میں جو ہم سے حسد کریں
اُن کیلئے چاہت کے پھول کھلا نہیں کرتے

دوستی کی خاطر تو یہ جان بھی نچھاور کر دیں
یار کانٹوں پہ سلا دے تو ہم کبھی ہلا نہیں کرتے

تلوار کے زخم تو بھر جاتے ہیں وقت کے ساتھ اصغرؔ
زبان کے دیے ہوئے زخم کبھی سلا نہیں کرتے

......☆......

تُو دل کے قریب ہے

اے دوست ہماری دوستی کا رشتہ بھی عجیب ہے
دُور ہوتے ہوئے بھی دِل کے قریب ہے

دُنیا میں جس کا کوئی چاہنے والا نہیں
وہ انسان جہان میں سب سے بڑا غریب ہے

جی تو چاہتا ہے کہ تجھے آن مِلوں
مگر کیا کروں میرا بخت ہی میرا رقیب ہے

تیرے پیار کے آگے دُنیا کی دولت کیا ہے
تیری محبت کی بدولت اصغؔر بڑا خوش نصیب ہے

......☆......

رونے والوں کے ساتھ

رونے والوں کے ساتھ روتا نہیں کوئی
دورِ حاضر میں نیکی کا بیج بوتا نہیں کوئی

دہشت گردی کا یہ عالم ہے میرے شہر میں
اپنے گھر میں آرام سے سوتا نہیں کوئی

کپڑے تو اجلے ہیں ہر شخص کے تن پر
مگر اپنے اندر کی میل دھوتا نہیں کوئی

غم کے ماروں کے جو آنسو پونچھے
اب تو ایسا مسیحا پیدا ہوتا نہیں کوئی

لوگوں میں اب وہ پیار و خلوص نہیں رہا اصغؔر
کسی کیلئے محبتوں کے ہار پروتا نہیں کوئی

......☆......

ابھی اس کی دید سے وضو کر رہا ہوں

جس کے ہجر میں ہاؤ ہو کر رہا ہوں
اُسی سے وصل کی آرزو کر رہا ہوں

راتوں کو اُس کی یاد میں رو رو کر
اپنی آنکھوں کو لہو لہو کر رہا ہوں

وہ میرے پہلو میں نہیں تو کیا
تصور میں اُس سے گفتگو کر رہا ہوں

اُس کی محبت بھری نگاہ کا محتاج ہوں
میں کب آرزوئے رنگ و بُو کر رہا ہوں

میں نمازِ عشق بھی پڑھوں گا ناصح
ابھی اُس کی دید سے وضو کر رہا ہوں

جانتا ہوں میں اُسے پا نہیں سکتا
جو مقدر میں نہیں اُس کی جستجو کر رہا ہوں

......☆......

ہماری محبت کا حال

میرا تخیل کچھ زیادہ ہی رنگین ہے دوستو
اسی لیے شاعری بھی نمکین ہے دوستو

میرا دل اس پہ کیسے نہ قربان ہوتا
وہ شہر میں سب سے حسین ہے دوستو

اب ہماری محبت کا حال نہ پوچھو
ان دنوں معاملہ بڑا سنگین ہے دوستو

شعر و سخن میں ہاتھ تنگ ہے تو کیا
میرے لیے کافی غیروں کی زمین ہے دوستو

میری ظاہری بول چال پہ نہ جانا
یہ بندہ ہر اچھے کام میں ذہین ہے دوستو

میں ہر روز کیسے بھیجوں نئی غزلیں
اصغؔر کیا لکھنے کی مشین ہے دوستو

……☆……

اُس کی یاد

یہ دُنیا لگتی ہے کسی زِنداں کی طرح
میرے لیے بہار آتی ہے کسی خزاں کی طرح

کیا ہوا جو اُس سے مراسم نہیں رہے
میرے جسم میں وہ رہتی ہے جان کی طرح

ہم ملے بھی نہ تھے اور جدا بھی ہو گئے
یہ کہانی ہے کسی درد بھری داستان کی طرح

جب تیرا ساتھ تھا تو کوئی خوف نہ تھا
اب بادِ صبا بھی لگتی ہے تیر کمان کی طرح

دُنیا میں اِک تیری یاد ہے میرے جینے کا سہارا
تیری یادیں ہیں میرے ساتھ کسی مہربان کی طرح

اصغؔر کیسے بھلا دے وہ محبت بھرے حسیں لمحے
سنبھال کے رکھے ہیں چوری کے ساماں کی طرح

......☆......

بھلے دِنوں کی نشانی

چار دن کی زندگانی ہے دوستو
یہ جہاں تو فانی ہے دوستو

دھن دولت کی قدر ہے یہاں
دُنیا کی یہ ریت پرانی ہے دوستو

زندگی میں غم کے سوا کچھ نہیں
اتنی ہی اپنی کہانی ہے دوستو

کچھ یادیں کچھ باتیں کئی ملاقاتیں
بھلے دنوں کی یہی نشانی ہے دوستو

اصغؔر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا
تمہاری بڑی مہربانی ہے دوستو

......☆......

پیار کی بیماری

جس دن سے پیار کی بیماری ہو گئی ہے
اس دن سے بری حالت ہماری ہو گئی ہے

ایک بار اُس کی مترنم آواز کیا سنی
اب وہ ہمیں جان سے پیاری ہو گئی ہے

کوئی کسی سے سچا پیار نہیں کرتا
مگر یہاں جان دینے کی تیاری ہو گئی ہے

دورِ حاضر کے ماڈرن عاشقوں کی بدولت
اب دُنیا سے ختم وفاداری ہو گئی ہے

اکیلے میں اُسے یاد کر کے رو لیتا ہوں
اب اُس کے غم سے میری یاری ہو گئی ہے

جب سے اسے اپنا بنانے کی ٹھانی ہے
نہ جانے کیوں دشمن خدائی ساری ہوگئی ہے

تم نے اپنی حالت پہ بھی کبھی غور کیا اصغؔر
کسی کے پیار میں کیا حالت تمہاری ہوگئی ہے

......☆......

آپ کے جواب کا منتظر

اپنے دل کی حالت کسی کو بتلائیں کیا
یا کچھ کہے بنا ہی مر جائیں کیا

ہم آپ کے جواب کے منتظر ہیں
اس دیوانگی میں ہم آپکو سنائیں کیا

تم نے میرا پیار جو ٹھکرا دیا
تو ہم اس جہاں سے گزر جائیں کیا

جب ہمارا کوئی سہارا نہیں رہا
تو اب دنیا کے سامنے آنسو بہائیں کیا

ہم جس حال میں بھی ہیں تمہارے ہیں
کہو ہم تمہارے پاس آجائیں کیا

......☆......

وہ سدا مسکراتی رہے

جس کی ہر ادا سب سے پیاری ہے
اُس سے بات کرنے کی آرزو ہماری ہے

وہ سدا اِسی طرح مسکراتی رہے
اُس کے لیے یہی دُعا ہماری ہے

ہم ہر کسی سے مسکرا کے ملتے ہیں
سدا خوش رہنا عادت ہماری ہے

وہ اِس جہاں کی مخلوق ہو نہیں سکتی
لگتا ہے خدا نے حور آسمان سے اُتاری ہے

تیرے ہجر میں میرا جو سماں بیتا
لگتا ہے کانٹوں پہ اک عمر گزاری ہے

حُسن پہ اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا
یہ تو وہ شے ہے جو ادھاری ہے

میں تو کب کا حوصلہ ہار چکا تھا
تیرے پیار نے اصغؔر کی زندگی سنواری ہے

......☆......

دِلِ بے تاب

آج میری آنکھ پُر آب ہے
تمھیں دیکھنے کو بیتاب ہے

اور تو سب ہی اچھا ہے
مگر دِل کا موسم خراب ہے

کئی سال محنت کی ہے
اِسی لیے زندگی کامیاب ہے

کچھ مسرتیں کچھ حسرتیں تھوڑے غم
یہی اپنی زِیست کی کتاب ہے

تجھے صرف ایک بار دیکھ لوں
فقط صرف اتنا سا خواب ہے

میں کیوں نہ تمھیں پیار کروں
تمہاری ہر بات لا جواب ہے

……☆……

دِلبر کا پیار

کسی دِلبر کا پیار تو ہمیں مار گیا
اب آنکھوں سے محبت کا خمار گیا

اس کے نقش پا کے نشاں دیکھتے ہیں
جہاں سے گزر کر وہ دلدار گیا

بن سنور کر پرسش حال کو جو آئے
اُنہیں دیکھتے ہی بیماری کا بخار گیا

مریضِ محبت کو ہچکیاں آرہی تھیں باربار
بچھڑے یار کا دیدار اسے مار گیا

وعدہ کر کے بھی جو ملنے نہ آیا
تمام عمر کیلئے اُس سے اُٹھ اعتبار گیا

......☆......

محبت کرنے والے

جس کی کسی سے آشنائی نہیں ہوتی
اُس کی زیست میں روشنائی نہیں ہوتی

محبت کرنے والے گر جدا بھی ہو جائیں
پھر بھی ان میں روحانی جدائی نہیں ہوتی

جن کی ہر بات سے منافقت کی بو آئے
اُن کے دلوں میں کبھی صفائی نہیں ہوتی

وہ عشق کی حقیقت سے آشنا ہو نہیں سکتا
جس نے محبت میں قسمت آزمائی نہیں ہوتی

دل کے نگر میں کچھ خاص لوگ ہی بستے ہیں
انسان کی ہر کسی سے شناسائی نہیں ہوتی

......☆......

دِل کا پنچھی

دل کے پنچھی کو آزاد کر کے دیکھتے ہیں
خود کو محبت میں برباد کر کے دیکھتے ہیں

اپنی ساری خوشیاں اس پہ نچھاور کر کے
اِس طرح خود کو ناشاد کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے
آج سونے سے قبل اسے یاد کر کے دیکھتے ہیں

اُس سے ملنا تو میرے بس کی بات نہیں
اپنے رب سے فریاد کر کے دیکھتے ہیں

سبھی کہتے ہیں کہ بڑا باذوق ہے وہ
اُس کی نذر اپنی غزل ارشاد کر کے دیکھتے ہیں

......☆......

جب سے کوئی جُدا ہو گیا ہے

جب سے کوئی جُدا ہو گیا ہے
میرے دِل کا شہر فنا ہو گیا ہے

اُس سے بچھڑ کر یُوں لگتا ہے
جیسے یہ جیون سزا ہو گیا ہے

اب تم سے مِلنا ممکن نہیں ہے
یہ نہ سوچنا صنم بے وفا ہو گیا ہے

اے بادِ صبا میرے یار سے کہنا
تیرے بِن اصغؔر تنہا ہو گیا ہے

......☆......

کسی سے پیار کر بیٹھے ہیں

انجانے میں کسی سے پیار کر بیٹھے ہیں
یہ زندگی اس پہ نثار کر بیٹھے ہیں

وہ ترچھی نگاہوں سے وار کر بیٹھے ہیں
محبت کا تیر سینے سے پار کر بیٹھے ہیں

اس نے تو فقط یہ دِل مانگا تھا
اور ہم جان وار کر بیٹھے ہیں

اب تو سونا ہی محال ہو گیا ہے
کسی سے آنکھیں چار کر بیٹھے ہیں

تیری دید بنا ہم کہیں نہ جائیں گے
تیرے گھر کے سامنے پالتی مار کر بیٹھے ہیں

......☆......

محبت کا رشتہ

ہمارا اور اُن کا ربط تو مواصلاتی ہے
مگر محبت کا رشتہ بڑا جذباتی ہے

ہر پیغام میں وہ مجھے یاد رکھتے ہیں
میرے لیے یہ بات بھی التفاتی ہے

میری زیست تو ہے خزاں کی صورت
تیری یاد اس میں بہار لاتی ہے

اپنے پیاروں سے دُور رہنا پڑتا ہے
کئی بار قسمت انسان کو آزماتی ہے

دو دِلوں کو کبھی ملنے نہیں دیتی
یہ دُنیا بھی بڑی نامساواتی ہے

بِنا دیکھے کسی سے پیار ہو سکتا ہے
ہمیں یہ بات سمجھ نہ آتی ہے

ہر پَل مانگتے ہیں دُعائیں تیری قربت کی
سنا ہے کہ دُعا اپنا اثر دکھاتی ہے

......☆......

وہ ہر بات شاعرانہ کرتا ہے

وہ جو ہر بات شاعرانہ کرتا ہے
اپنی شاعری سے دیوانہ کرتا ہے

یہ میری ہمت ہے کہ بچ جاتا ہوں
میرے دل پہ ہر وار قاتلانہ کرتا ہے

اپنی نظروں سے تیر کا کام لیتا ہے
میری سمت جب وہ نشانہ کرتا ہے

اس کے پیار میں اتنا کھو چکا ہوں
مجھے اپنی ہستی سے بیگانہ کرتا ہے

میں جب بھی اسے دعوت نامہ بھیجتا ہوں
وہ کسی مجبوری کا بہانہ کرتا ہے

......☆......

دردِ جدائی

میرا دِل جس پر فِدا ہے
وہی یار مجھ سے جُدا ہے

میں نے کب کہا کہ تنہا ہوں
میرے ساتھ میرا خُدا ہے

میں کیوں نہ اسے پیار کروں
وہ میرے دل کی صدا ہے

اِس سے بچھڑ کر یُوں لگتا ہے
جیسے یہ جیون اِک سزا ہے

وہ جہاں بھی رہے خوش رہے
اُس کے لیے میری یہی دُعا ہے

......☆......

آنکھیں

تیرے انتظار میں بے قرار ہیں آنکھیں
تیرے ہجر میں اَشک بار ہیں آنکھیں

آج آنکھوں سے آنسو نہیں تھمنے پاتے
لگتا ہے کسی غم کا شکار ہیں آنکھیں

کاش کوئی آکر میرے آنسو پُونچھے
کئی دنوں سے محوِ انتظار ہیں آنکھیں

میرے تَن مَن کو وہ ایسے مہکاتی ہے
اس جان ادا کی ایسی مشک بار ہیں آنکھیں

اگر ہو سکے تو آ کے انہیں دیکھ لے
کہ تیری دید کو کتنی بے قرار ہیں آنکھیں

دن رات یہ بے چین سی رہتی ہیں
تیرے آنے کی راہ تکتی بار بار ہیں آنکھیں

......☆......

تیری جُدائی کے دِن

تیری زندگی میں خوشیوں کی شادمانی رہے
تاحیات تُو میرے دِل کی رانی رہے

دُنیا بھر کی آسائشیں نصیب ہوں تُجھے
تیری زیست کی ہر گھڑی سہانی رہے

تیرے دِل سے میری محبت کبھی کم نہ ہو
ہماری چاہت کی دُنیا میں یہی نشانی رہے

زندگی کے سفر میں تُجھے اتنے سُکھ ملیں
غم کے مفہوم سے تُو اَنجانی رہے

خُدا کرے کہ تیرے غم بھی مجھے مِل جائیں
تیرے چاروں اور خُوشیوں کی فراوانی رہے

......☆......

محبت کا خُمار

دِن کو چین نہ رات کو قرار ہے بھائی
لگتا ہے یہ محبت کا خُمار ہے بھائی

ہمارے بس میں گر ہوتا تو اُسے سمجھاتے
اِس دِل پہ نہ کوئی اختیار ہے بھائی

جس کی باتوں میں محبت کی چاشنی ہے
شہد کی طرح میٹھا میرا دلدار ہے بھائی

اُمید ہے اس نے سنبھال رکھا ہو گا
پہلی بار دل کسی کو دیا اُدھار ہے بھائی

یہ حقیقت ہے جسے میں جُھٹلا نہیں سکتا
اصغؔر کے دشمن بہت ہیں کوئی نہ یار ہے بھائی

......☆......

تمہیں مِلنے کو ترستے ہیں

میری آنکھوں سے گر آنسو برستے ہیں برسنے دو
تمہیں کیا گر یہ ملنے کو ترستے ہیں ترسنے دو

میرے دل سے تم کو بَیر کیوں ہے یہ تو بتلا دو
بلا سے میرے دل کے زخم رِستے ہیں رِسنے دو

علاج زخم دل تم کو ہی کرنا ہے چلے آؤ
ستم کے تیر گر ہم پر برستے ہیں برسنے دو

ہمارے حوصلے دیکھو اسیری میں بھی ہنستے ہیں
بچھاؤ جال تم اپنے جو ہم پھنستے ہیں پھنسنے دو

وفا شیوہ ہمارا ہے وفا ہم کرتے رہتے ہیں
ہمارے حال پر گر لوگ ہنستے ہیں ہنسنے دو

محبت کی عدالت میں ہماری پیشی کیا ہو گی
ہمارے نام کے پرچے گر کٹتے ہیں کٹنے دو

تم کو ہی چاہا ہے فقط تم کو ہی چاہیں گے
جو لوگ ہماری محبت سے جلتے ہیں جلنے دو

تیری فرقت نے دیوانہ بنا ڈالا ہے اصغرؔ کو
یہ دن ناگ بن بن کر ڈستے ہیں ڈسنے دو

......☆......

تُجھے یاد کرتے رہتے ہیں

دِن رات تجھے ہم یاد کرتے رہتے ہیں
تنہائی میں بیٹھ کر آہیں بھرتے رہتے ہیں

میں اُن کے ساتھ اپنے غم بانٹ لیتا ہوں
میرے دائیں بائیں جو دو فرشتے رہتے ہیں

مصائب میں بھی ہم لوگ ہمت نہیں ہارتے
زمانے بھر کے غم سہہ کر سنبھلتے رہتے ہیں

لگتا ہے اس کی نظر میں کوئی قدر نہیں ہے
اِسی لیے میرے جذبات سے کھیلتے رہتے ہیں

ہم نہ بدلے ہیں نہ بدلیں گے کبھی
لوگ طوطے کی طرح آنکھیں بدلتے رہتے ہیں

......☆......

آنکھوں میں تیرا چہرہ

آنکھوں میں تیرا چہرہ بسائے بیٹھے ہیں
تجھ سے ملنے کی آس لگائے بیٹھے ہیں

تم کیا جانو مجھے تم سے کتنی محبت ہے
ہم اس دل میں تیرا پیار چھپائے بیٹھے ہیں

شاید جیتے جی تیرا دیدار نصیب ہو جائے
کب سے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے بیٹھے ہیں

کسی غیر سے نہیں کوئی شکوہ گِلہ
ہم تو اپنے پیاروں کے ستائے بیٹھے ہیں

کیا حال بنا رکھا ہے پوچھتے ہیں دوست اصغؔر
تیری جدائی کے زخم زمانے سے چھپائے بیٹھے ہیں

......☆......

میرے انداز کو شعلہ بیانی تُم سے مِلی

مجھے پیار کی نشانی تُم سے مِلی
میرے انداز کو شعلہ بیانی تُم سے مِلی

جسے مر کر بھی نہ بھول پاؤں گا
ایسی محبت بھری زندگانی تُم سے مِلی

ہم نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا
اچانک مقدر کی کہانی تُم سے مِلی

میں کیسے بُھلا دوں وہ انمول یادیں
وہ جو اِک شام سہانی تُم سے مِلی

اصغر کو سدا ملی خوشیاں تم سے
مجھے کبھی نہ پریشانی تُم سے مِلی

......☆......

نفرتوں کے تیر

دُنیا والے نفرتوں کے تیر مارے جاتے ہیں
جواب میں ہم پیار پیار پکارے جاتے ہیں

جو لوگ اُٹھاتے ہیں میرے خلاف آوازیں
وہی لوگ میری شخصیت سنوارے جاتے ہیں

ہم جن کے پہلو میں اپنا دِل ہار بیٹھے
وہی بار بار ہمیں للکارے جاتے ہیں

میرا سفینہ جب ساحل کے قریب ہوتا ہے
گرداب میں ہوتی ہے ناؤ یا ڈوب کنارے جاتے ہیں

اب کوئی نہیں آتا اصغؔر کی غزلیں سننے
اپنے سبھی دوستوں کو پکارے جاتے ہیں

......☆......

ایسا مہربان مِلا ہے

ہمیں اتنا پیارا مہربان مِلا ہے
بن کے وہ ہماری جان مِلا ہے

بڑا مشکل تھا اسے ڈھونڈھنا
مگر وہ ہمیں بڑا آسان مِلا ہے

جب بات ہو جاتی ہے اس سے
یُوں لگتا مجھے سارا جہان مِلا ہے

جب کبھی مجھ سے ملنے آجاتا ہے
ایسا لگتا ہے چوری کا سامان مِلا ہے

جس دن سے مہربان ہے وہ اصغؔر
میزبان ہوں میں دِل کو حسیں مہمان مِلا ہے

......☆......

کیوں اُداس بیٹھے ہو

آج کیوں اِس طرح اُداس ہو بیٹھے ہو
کیا تُم بھی کسی کو کھو بیٹھے ہو

تمہاری آنکھوں سے یُوں لگتا ہے دوست
جیسے کسی کی یاد میں رو بیٹھے ہو

کہا تھا محبت تُم کو راس نہ آئے گی
پھر کیوں خود کو اس میں ڈبو بیٹھے ہو

یہ مر کر بھی تمہارے ساتھ رہے گی
اس کی تصویر جو دل میں سمو بیٹھے ہو

اب تو محفلوں میں آیا جایا کرو اصغؔر
کئی سال آنسوؤں کے ہار پرو بیٹھے ہو

......☆......

چاند سے چہرے کے نام

غمِ دوراں سے ملے فرصت تو اُسے یاد کرتا ہوں
جس کی خاطر زِیست کو ناشاد کرتا ہوں

اُس کے چہرے کو جب چاند سے تشبیہ دیتا ہوں
وہ کہتی ہے کہ میں باتیں بے بنیاد کرتا ہوں

مجھے دُنیا والوں سے جب سچا پیار نہیں ملتا
اپنے تخیل سے محبت کی بستیاں آباد کرتا ہوں

ستی جیسے انمول رشتے میں جب کوئی باندھ لے
ایسے بندھن سے خود کو نہ آزاد کرتا ہوں

میرے سخن کو وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے
جن کی خاطر اپنا قیمتی وقت برباد کرتا ہوں

کسی کی زندگی میں کوئی غم نہ آئے اصغؔر
اپنے رب سے ہر پل یہی فریاد کرتا ہوں

......☆......

دِل کی بات

اپنے دل کی بات میں اُسے کہتا کہتا رہ گیا
وہ اپنی بات آنکھوں کی زبانی کہتا رہ گیا

میں اُس کے حسن میں کچھ ایسا کھو گیا
اُس کے بعد کچھ کہنے سے شرماتا رہ گیا

میرے قریب سے گزرا کچھ اِس انداز سے
اُس کی خوشبو سے سانسوں کو مہکاتا رہ گیا

شاید میرے مقدر میں اُس کا ساتھ نہ تھا
تصور ہی تصور میں اُسے اپنا ہمسفر بناتا رہ گیا

وہ چل دیا اپنے پیارے دوست سے روٹھ کر
اور میں اُس سے بچھڑ کر روتا رہ گیا

سبھی لوگ گھروں میں جا کر سو بھی گئے
میں اپنی محبت کی داستاں سناتا رہ گیا

میں اُس کی جدائی کا غم سہہ نہ سکا
پھر تمام عمر دیواروں سے سر ٹکراتا رہ گیا

......☆......

خُوش فہمی

پہلی بار کسی نے سلام بھیجا ہے
محبت بھرا اک پیغام بھیجا ہے

آخر کسی کو ہم پہ رحم آ ہی گیا
جو اک خط میرے نام بھیجا ہے

میں اسے دن میں کئی بار پڑھتا ہوں
جو آپ نے اتنا پیارا کلام بھیجا ہے

یہ کہیں ہماری خوش فہمی نہ ہو
کہ کسی نے نامہ سرِ عام بھیجا ہے

جس بات کا آغاز کرنا تھا ہم نے
آپ نے اس کا انجام بھیجا ہے

......☆......

اِس دوستی کو اِک نیا موڑ دیتے ہیں

اِس دوستی کو اِک نیا موڑ دیتے ہیں
اب اِس ربط کو ہم ملنا چھوڑ دیتے ہیں

دور رہیں گے تو محبت اور بڑھے گی
چلو اب ہم دونوں ملنا چھوڑ دیتے ہیں

ہماری جانب جو ایک بار مسکرا کر دیکھ لے
ایسے لوگوں کو دعائیں لاکھ کروڑ دیتے ہیں

ہمارا دل تو ہے کسی پھول کی طرح
آپ پَل بھر میں اُسے مروڑ دیتے ہیں

جنہیں شکوے شکایتوں کی عادت سی ہو جائے
انہیں ہم اُن کی حالت پہ چھوڑ دیتے ہیں

......☆......

مجھے گھائل کیا اُس نے

پہلے اپنی جانب مجھے مائل کیا اُس نے
پھر اپنی اداؤں سے گھائل کیا اُس نے

پہلی ہی نظر میں کسی سے پیار ہو سکتا ہے
اِس بات کا مجھے قائل کیا اُس نے

دن رات مجھ کو جھوٹے خواب دکھا کر
ایک سخی سے مجھے سائل کیا اُس نے

شکر کرو کہ ستے میں چھوٹ گئے ہو
کہ عدالت میں کیس نہ فائل کیا اُس نے

ایک تم ہی ایسے بدنصیب نہیں ہو اصغؔر
اور بھی کئی لوگوں کو کنگال کیا اُس نے

......☆......

قول وقرار

کسی بے وفا سے پیار کر لیتے ہیں
چلو اِس طرح جینا دشوار کر لیتے ہیں

کوئی پیاری سی صورت دیکھ کر
اپنی چاہت کا اظہار کر لیتے ہیں

پیار میں کئی بار دھوکے کھائے ہیں
یہ خطا پھر اِک بار کر لیتے ہیں

سنا ہے کہ محبت قربانی چاہتی ہے
خود کو مرنے کیلئے تیار کر لیتے ہیں

ہم بلا کر اپنے تصور میں انہیں
اِس طرح اُن کا دیدار کر لیتے ہیں

اب اور نہ تڑپاؤ اپنے اصغؔر کو
آؤ زندگی بھر کے قول و قرار کر لیتے ہیں

......☆......

مجھے اُس سے کتنا پیار ہے

وہ سمجھتا ہے میرے بارے میں وہ سب جانتا ہے
مجھے اس سے کتنا پیار ہے یہ بات وہ کب جانتا ہے

اُس کی بات کی ایسی تصدیق کرتا ہے یہ ناچیز
اُس کے کہنے سے دن کو بھی شب جانتا ہے

آغاز میں وہ دل لگی سمجھتا رہا میرے پیار کو
میری محبت سچی ہے یہ بات وہ اب جانتا ہے

دوستوں نے یوں ہی بدنام کر رکھا ہے مجھے
ورنہ آدمی بُرا نہیں ہوں یہ میرا رب جانتا ہے

تُجھ پہ خاص کرم ہے اپنے مولا کا اصغؔر
تیری شاعری کی بدولت تجھے سارا جگ جانتا ہے

......☆......

صِلہ نہ مانگیں گے

ہم کسی دوست کو تنہا کبھی چھوڑا نہیں کرتے
آپ جیسے پیارے دوستوں سے منہ موڑا نہیں کرتے

شکوے نہ شکایتیں ہوں گی محبت بھری باتیں
دوست کا دل ہم کبھی توڑا نہیں کرتے

تیری یاد آئے تو ملنے کی دعا کرتے ہیں
دیواروں سے سر کبھی پھوڑا نہیں کرتے

جن لوگوں کی طبیعت میں سادگی نہ ہو اصغؔر
ان سے دوستی کا رشتہ ہم جوڑا نہیں کرتے

......☆......

میں بے سہارا تھا

جو پہلی بار میرے دل سے دل تمہارا ملا
میں بے سہارا تھا اب تک تو اک سہارا ملا

تیری وفا نے کیا دل پہ وہ اثر جاناں
پھر اس کے بعد کسی سے نہ دل ہمارا مِلا

ہم نے کیا کیا نہ کیا تیری خاطر اے دوست
مگر ہمیں تو سدا چاہ میں خسارا ملا

ایک بار پھر زندگی سے پیار ہونے لگا
محبتوں سے بھرا جب پہلا خط تمہارا ملا

وہ ہجر تھا کہ جلے جس کی آگ میں لیکن
کبھی نہ وصل کا ہم کو کوئی اشارہ ملا

نظر انداز کیا مجھے جس نے ایک بار اصغرؔ
تمام عمر میں اس سے نہ پھر دوبارہ ملا

......☆......

مجھے تمہارا خیال ہوتا ہے

جب بھی تم سے ربط محال ہوتا ہے
تم کیا جانو میرا کیسا حال ہوتا ہے

میری ہر سوچ میں تم ہوتے ہو
مجھے فقط صرف تمہارا ہی خیال ہوتا ہے

اجنبی ہو کے بھی اپنے سے لگتے ہو
کیا محبت میں ایسا بھی کمال ہوتا ہے

یہ دل کے سودے بھی عجیب ہوتے ہیں
ان کے آگے تو شاہ بھی کنگال ہوتا ہے

میں جب بھی کوئی تصویر بناتا ہوں
میرے تصور میں تمہارا جمال ہوتا ہے

تیرا درد سنبھال کے رکھیں گے ایسے
جیسے غریب کی گٹھڑی میں لعل ہوتا ہے

......☆......

دُکھ بچپن کے ساتھی ہیں

جو محنت کر کے کماتے نہیں کبھی
ان کے مقدر کے ستارے جگمگاتے نہیں کبھی

رب کی رضا پہ راضی رہنے والے
جوتشی کو ہاتھوں کی لکیریں دکھاتے نہیں کبھی

اُن کی زیست میں کبھی اُجالا نہیں ہوتا
جو اپنا ہاتھ پھیلانے سے شرماتے نہیں کبھی

جھوٹے خواب دکھانے والے تو بہت ملتے ہیں
مگر ایسے لوگ وعدے نبھاتے نہیں کبھی

دکھ تو اپنے بچپن کے ساتھی ہیں اصغؔر
سکھ تو ہمیں راس آتے نہیں کبھی

......☆......

مرنے کے بعد پیار جتاتے ہو

پیار کرنے کی کر بیٹھے بھول ہیں
اب یہ باتیں سوچنی فضول ہیں

تم قاتل تمہیں زندگی کی قدر کیا
ہم تمہاری خاطر جان دینے والے مقتول ہیں

دیکھو آج میرے چہرے پہ کفن ہے
اور تمہارے ہاتھوں میں پھول ہیں

میری لاش پہ آنسو بہانے سے کیا فائدہ
اب تو ہم لحد کی دھول ہیں

ہمارے مرنے کی بعد پیار جتاتے ہو
تم لوگوں کے یہ کیسے اصول ہیں

اب تو ہمیں چین سے رہنے دو
ہم اپنے اعمال کے حساب میں مشغول ہیں

......☆......

تمہارا ساتھ

مجھے اور نہ کوئی سہارا چاہیے
فقط صرف اِک ساتھ تمہارا چاہیے

جان پہ بھی کھیل جائیں گے ہم
حکم کرنا اگر سر ہمارا چاہیے

مجھے اپنے دل میں بسا لیجئے
اس کے بعد کچھ نہ دوبارہ چاہیے

کسی اور کی سمت نہ دیکھیں گے
آپ کا صرف ایک اشارہ چاہیے

اصغؔر کو آپ کا ساتھ کافی ہے
اسے نہ کوئی چاند تارا چاہیے

......☆......

دولت کے بغیر نا کوئی دوست نا بھائی ہے

بڑی مدت کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی ہے
دولت کے بغیر نا کوئی دوست نا بھائی ہے

مصائب میں صبر کا دامن نا چھوڑنا کبھی
قرآن میں یہ بات میرے مولا نے فرمائی ہے

جِس نے کِسی بے گناہ انسان کو دُکھ دیا
اس نے دوجہاں میں ذِلت ہی پائی ہے

اپنے اللہ کا کوئی شریک نا ٹھہرانا
یہ بُرائیوں میں سب سے بڑی بُرائی ہے

ہر یتیم مسکین کی مدد کرتے رہنا تم
یہ بات ہمارے پیارے نبی ﷺ نے سمجھائی ہے

ہر نیک کام میں ہاتھ بٹاتے رہنا دوستو
اصغؔر نے تو سدا یہی بات اپنائی ہے

......☆......

دُنیا میٹھی جیل ہے

اپنے ساتھ قسمت کا یہ کیسا کھیل ہے
جس سے محبت ہے اس کا فون نہ ای میل ہے

جسے خیرباد کہنے کو ہمارا جی نہیں چاہتا
حقیقت میں یہ دنیا بھی میٹھی جیل ہے

وہ تو مجھے کب کا بھول بھی چکا
میرے دل میں اس کی یادوں کی ریل پیل ہے

دولت کے سہارے دل ایسے خریدے جاتے ہیں
لگتا ہے یہ دنیا نہیں کاربوٹ سیل ہے

ازل سے محبت کی قسمت ہی ایسی ہے اصغرؔ
پیار کرنے والوں کا ہوا نہ کبھی میل ہے

......☆......

میں کوئی جگنو کوئی تارا

میں کوئی جگنو کوئی تارا کیوں مانگوں
مالک نے پہلے دیا بہت دوبارہ کیوں مانگوں

اللہ کے سوا کوئی کچھ دے نہیں سکتا
پھر کسی غیر سے سہارا کیوں مانگوں

بُرے دِنوں میں تم لوگوں نے ٹھکرایا تھا
بھلے دنوں میں کیوں ساتھ تمہارا مانگوں

جہاں لیڈر ہی لوٹتے ہوں قوم کو
ایسے لٹیروں سے سہارا کیوں مانگوں

ساحل جو دیکھیں میرے ڈوبنے کا منظر اصغرؔ
وہ تھامے نہ میرا ہاتھ تو کنارہ کیوں مانگوں

......☆......

سخنور اور سخن

جس سخنور پہ اچھی شاعری کا نزول نہیں ہوتا
ایسا شاعر عوام میں کبھی مقبول نہیں ہوتا

مفلسی میں جو خودداری کا دامن نہ چھوڑے
ایسا انسان کسی کے پاؤں کی دھول نہیں ہوتا

دودھ پلانے والے ہاتھوں کو جو ناگ نہ ڈسیں
اس زمانے میں ایسا تو حسب معمول نہیں ہوتا

ان لوگوں کی عاقبت بڑی بری ہوتی ہے
جن کا من اچھے کاموں کی جانب مبذول نہیں ہوتا

اصغؔر اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہیں مانگتا کبھی
وہ بڑا بدنصیب ہے جو عبادت میں مشغول نہیں ہوتا

......☆......

ہمیں جس سے پیار ہو جائے

جو زمانے میں خوشیاں تقسیم کرتے ہیں
اچھے لوگ ان کی بڑی تعظیم کرتے ہیں

ہم سوچ سمجھ کر تو کچھ نہیں کرتے
مگر جو بھی کرتے ہیں عظیم کرتے ہیں

ہمیں جس کسی انسان سے پیار ہو جائے
ان کی پیاری صورت دل میں مقیم کرتے ہیں

محبت میں اپنا ایک ہی بیان رہتا ہے
ایسی باتوں میں نہ ہم ترمیم کرتے ہیں

غریبوں ، یتیموں کی مدد کرنا شوق ہے ہمارا
ہر شخص کو نیک کاموں کی تعلیم کرتے ہیں

......☆......

یہی اپنی نماز ہے پیارے

اپنا اور لوگوں سے انوکھا انداز ہے پیارے
تم کیا جانو کیسی محبت کی آواز ہے پیارے

ذرا سی شہرت سے تم اتنا اِترا رہے ہو
ہمیں تو اپنی گمنامی پہ بھی ناز ہے پیارے

تم سے کوئی پیار بھرا گیت گایا نہ جائے گا
یہ محبت کرنے والوں کا ساز ہے پیارے

ہم اپنی باتوں سے کسی کو خوشی دے سکیں
ہمارے لیے یہی بات بڑا اعزاز ہے پیارے

ہماری باتوں سے کسی کو رنج نہ پہنچے
اب تو یہی اپنی نماز ہے پیارے

اسے جتنی دباؤ گے اتنی اُبھرے گی
یہ تو اصغؔر کی آواز ہے پیارے

......☆......

محبت کا مقدر

محبت میں مقدر آزمانا پڑتا ہے
زمانے سے بھی ٹکرانا پڑتا ہے

آدمی محبوب کا ہو کے رہ جاتا ہے
دنیا کی ہر شے کو ٹھکرانا پڑتا ہے

سدا رہنے والا نام ہے اللہ کا
ہر ذی روح کو ایک دن جانا پڑتا ہے

محبت ہر کسی کے بس کی بات نہیں
اس میں بندے کو اپنا آپ گنوانا پڑتا ہے

اس میں قربانی کا وہ جذبہ ہے اصغرؔ
جس میں کسی کو کھو کر پانا پڑتا ہے

......☆......

کسی کی محبت کا اسیر

اِن دنوں کسی کی محبت کا اسیر ہوں میں
وہ میری رانی ہے اس کا وزیر ہوں میں

جو کسی کے پیار میں جل کے راکھ ہو گیا
ایسا ایک جلا ہوا شریر ہوں میں

مجھے دنیا کی دولت سے بھلا کیا لینا
پیار کی دولت مانگنے والا فقیر ہوں میں

میرے خوابوں میں ایک پری جمال آ کر کہتی ہے
کہ اس کے خوابوں کی تعبیر ہوں میں

ابھی صبا آ کر انہیں مسمار کر دے گی
سمندر کنارے جو تاج محل کرتا تعمیر ہوں میں

کاش چپکے سے کوئی میرے کان میں کہے
اصغؔر تو میرا رانجھا تیری ہیر ہوں میں

......☆......

آخر انہیں مجھ سے محبت ہوگئی

وہ بہت روئے مجھے قتل کرنے کے بعد
ہم انہیں پیارے ہوئے مرنے کے بعد

میری محبت ان پہ عیاں ہوگئی
میری نظموں کو پڑھنے کے بعد

لحد میں جا کر ہمیں سکون ملا
اتنے دن آہیں بھرنے کے بعد

وہ شہر خموشاں میں جا کر تب پہنچے
جب لوگ گھر جا رہے تھے دفن کرنے کے بعد

آخر انہیں مجھ سے محبت ہو ہی گئی
ہماری آنکھوں کے بند ہونے کے بعد

......☆......

دُنیا کی حالت

میرے دل میں اک صورت پیاری رہتی ہے
جسے ہر پل فکر ہماری رہتی ہے

ہمیں کسی کی خوشیوں سے کیا غرض
اپنی تو غموں سے یاری رہتی ہے

فون پہ جب تم سے بات نہیں ہو پاتی
کئی دن بے چین روح ہماری رہتی ہے

اللہ اولاد و دولت دے کے آزماتا ہے سب کو
مگر کئی لوگوں کو ان کی خماری رہتی ہے

اس دنیا کی ایسی حالت دیکھ کر اصغرؔ
بڑی اُداس طبیعت ہماری رہتی ہے

......☆......

ہو نہیں سکتے

ہم کسی بے وفا کے قدموں کی دھول ہو نہیں سکتے
جن کی آستینوں میں خنجر ہوں ہاتھوں میں پھول ہو نہیں سکتے

جو لوگ اپنی ذات کو سمجھیں ہر کسی انسان سے افضل
ایسے کم ظرف عوام میں کبھی مقبول ہو نہیں سکتے

دوست بن کر گھونپتے نہیں کسی پیٹھ میں خنجر
ہم لاکھ بُرے سہی لیکن ہمارے ایسے اصول ہو نہیں سکتے

دوسروں کے لیے بغض و حسد جن کے سینوں میں پلتا ہو
ایسے ذہن کے لوگ کبھی بااصول ہو نہیں سکتے

ہمارا دین تو سکھاتا ہے دشمنوں کو بھی معاف کرنا
ایسی باتوں پہ نہ عمل کریں ہم ایسے مجہول ہو نہیں سکتے

اب تم اگر پتھر سے ہیرا بھی بن جاؤ تو کیا
کسی حال میں بھی تم اصغرؔ کو قبول ہو نہیں سکتے

......☆......

نہ چاہتے ہوئے

نہ چاہتے ہوئے بھی پیار تجھے کیے جارہا ہوں میں
تیری یادوں کے سہارے جیے جا رہا ہوں میں

زندگی بھر جو زخم دیے تیری چاہت نے دیے جاناں
اب رات دن انہیں سیے جا رہا ہوں میں

تیری یاد میں بہتے ہیں جو آنکھوں سے آنسو
انہیں دوا سمجھ کر پیئے جا رہا ہوں میں

تجھے بھولنے کی قسم کھائی تھی کبھی
اس کے عکس تجھے یاد کیے جا رہا ہوں میں

اصؔغر کا دل توڑنے والی تُو سدا خوش رہے
دل کی گہرائیوں سے دعائیں دیے جا رہا ہوں میں

......☆......

داستان بنالیتاہوں

باتوں ہی باتوں میں اک داستان بنا لیتا ہوں
غموں کے دور میں خود کو چٹان بنا لیتا ہوں

جن کی باتیں میرے کانوں میں رس گھولیں
بنا سوچے انہیں اپنی جان بنا لیتا ہوں

جب کوئی نہیں سنتا میری یہ غزلیں نظمیں
گھر کی دیوارں کو سننے والے کان بنا لیتا ہوں

پیار سے بات کرتا ہوں ہر اصغر و اکبر سے
اس طرح مشکل بات کو آسان بنا لیتا ہوں

اپنے دل کی بات مجھے کہنی ہو کسی سے
میں قلم کو اپنی زبان بنا لیتا ہوں

خدا نے مجھے ایسا منفرد انداز بخشا ہے
ہر بزم میں خود اپنی پہچان بنا لیتا ہوں

......☆......

تیری یاد میں

تیری یاد میں بے قرار ہے دل
پھر دھوکہ کھانے کو تیار ہے دل

اب کسی کا گزر نہیں ہوتا
ان دنوں اِک اُجڑا ہوا دیار ہے دل

روتا ہے تو آنکھوں سے بہتا ہے لہو
کسی کی محبت میں گرفتار ہے دل

تیری یاد سے ہو گیا تھا غافل
اب تو ہر پل رہتا بیدار ہے دل

تیری جدائی میں رو رو کے یہ حال ہے
اب اصغؔر کی طرح رہتا بیمار ہے دل

......☆......

اللہ کی راہ میں دان

حسد کو اپنے دل میں ہم پالا نہیں کرتے
کسی کے عیب سرِ محفل اچھالا نہیں کرتے

وقت کی قدر کرنا کوئی ہم سے سیکھے
آج کا کام کل پہ کبھی ٹالا نہیں کرتے

اللہ کی راہ میں دان کرنے آئے ہیں
دولت جیسی شے ہم سنبھالا نہیں کرتے

ہر پیاری صورت کو دل میں بسا لیتے ہیں
پیار کرتے سمے دیکھا بھالا نہیں کرتے

خود ہی سلجھاتے ہیں اپنی ساری اُلجھنیں اصغرؔ
یہ کام کسی اور کے سر ڈالا نہیں کرتے

......☆......

میں غریب انسان تھا

میں بندہ ناچیز ہوں سب کا عزیز ہوں
خدا کا مجھ پہ کرم ہے آنکھوں میں حیا و شرم ہے

جتنے دوست احباب ہیں سبھی لا جواب ہیں
کاروبار نہ کوئی دکان ہے کرائے کا اک مکان ہے

رب کی رضا ہی خوش ہوں کہ سلامت میرا ایمان ہے
محبت بھری کہانی ہے جو آپ سب کو سنانی ہے

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں جوان تھا
ہمارے گاؤں سے تھوڑی دور شہر میں اس کا مکان تھا

وہ مجھ سے محبت کرتی تھی میں اس بات سے انجان تھا
وہ میرے دل کی دھڑکن تھی میں اس کی جان تھا

وہ شہر کی رانی تھی میں گاؤں کی شان تھا
وہ میرے دل کا گلشن تھی اس کا باغبان تھا

کچھ قسمت مہربان تھی کچھ اس کا احسان تھا
اک دوجے کے ہو جائیں ہمارا یہی ارمان تھا

میں اسے اپنا بنا نہ سکا
وہ محلوں میں رہنے والی میں غریب انسان تھا

......☆......

''خواب''

آج تقریباً ایک سال سے یہ کان اس کی میٹھی آواز نہیں سن سکے

سوچتا ہوں کیا وہ بھی میری طرح بیقرار ہے؟

کیا میری طرح اس کی آنکھوں بھی اشکبار ہیں؟

یہی سوچتے سوچتے سوجاتا ہوں، خوابوں کی دنیا میں کھو جاتا ہوں

خواب میں اسے اپنے سامنے پاتا ہوں،

چپکے سے پوچھتا ہوں کیا میں تمہیں یاد آتا ہوں،

وہ پیار سے کہتی ہے تم ہر پل میرے ساتھ ہوتے ہو

کبھی اداس کبھی خوش ہوتے ہو، کبھی ہنستے ہو، کبھی روتے ہو

میرے پیار کی خاطر کیوں خود کو ستاتے ہو

کیوں میری یاد میں رات دن آنسو بہاتے ہو

اس سے پہلے کہ میں کچھ کہہ پاتا، میری آنکھ کھل گئی

اور پھر وہی میرا بوسیدہ سا کمرہ اور میرے اِرد گرد

اس کے بھیجے ہوئے خط اور کارڈ اور پھر وہی

تنہائی جو ایک پیارے دوست کی طرح ہر پل میرے ساتھ رہتی ہے، اور

مجھے کبھی اکیلا ہونے کا احساس نہیں ہوتا

تم تو ریڈیو ٹی وی کو خیر باد کہہ چکی تھی

آج کیسے ڈھونڈتی پھرتی ہو جگہ جگہ کس کی تلاش ہے

وہ کون ہے جو تمہاری سوچوں پہ ہے چھایا ہوا؟

تمہاری نس نس میں ہے سمایا ہوا؟

کیوں تلاش کرتی ہو ایسے بیوفا کو، جسے تیرا احساس نہیں

جسے تیری محبت کا پاس نہیں۔ میری یہ باتیں سنکر اس پہ

اک سکتہ طاری ہو گیا، پھر اپنے لہجے کو درست کرتے ہوئے اس نے کہا،

اب خدا سے کیا دعا مانگوں؟

اپنے اصغر کی آواز سن لی اور میں کیا مانگوں؟

……☆……

''تلاش''

آج ہوا کے دوش پراچانک ایک جانی پہچانی آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی
جو ہر ریڈیو اور ٹی وی پہ اپنے کسی پیارے کو کوئی محبت بھرا پیغام دینا چاہتی تھی
اس کی آواز سن کرایک بار پھر وہ پرانی یادیں میرے سامنے ایک فلم کی ریل کی
طرح چلنے لگیں،
میں پھران پرانی یادوں میں کھو گیا
جب دن بھرہم کیا کرتے تھے محبت بھری باتیں جب فون کے ذریعے ہوتی
تھیں ملاقاتیں آج پھرایک بار میرے دل میں یہ تمنا جاگی کہ فون پراس سے
باتیں کروں اور پوچھوں کیسے گزرتے ہیں تیرے رات دن اپنے اس پیارے
دوست کے بِن کیا اسی طرح مجھ سے پیار ہے؟
کیا آنکھوں میں اب بھی میرے لیے پیار کا خمار ہے؟
آخر ہمت کر کے میں نے اس کا نمبر ملایا
دوسری جانب سے ایک میٹھی آواز نے ''ہیلو'' کہا اور خاموشی چھا گئی۔
میں نے کہا میری جانِ جاں........................

اسے کہنا

اے بادِ صبا اسے کہنا تیرا دوست اداس رہتا ہے
ہر پل تیرے آنے کی لگائے آس رہتا ہے

کہنا تیری جدائی میں نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے
تیرے غم میں خون کے آنسو پیتا ہے

یاد کرتا ہے تیری پیار بھری باتوں کو
تیری محبت کی سوغاتوں کو
اِن سہانے دِنوں ، حسیں راتوں کو

کہنا تیری یادوں میں کھویا رہتا ہے
دل کی بات نہ کسی سے کہتا ہے

اب محفلوں میں آتا جاتا نہیں
تنہائی کے سوا کچھ اسے بھاتا نہیں

کہنا تیرے خیالوں میں اتنا کھو جاتا ہے
کئی بار روتے روتے سو جاتا ہے

زندگی بھر وہ کسی اور سے نہ پیار کر پائے گا
تیرے پیار کی حسیں یادیں ساتھ لے کر

اس دنیا سے کوچ کر جائے گا
سوچ لے کیا پھر تو بھی جی پائے گا

......☆......

پریم کہانی

اک چھوٹی سی پریم کہانی ہے جو سن لو تو مہربانی ہے
میرے پڑوس میں ایک حسینہ رہتی تھی جو مجھے چاہتی تھی

ہم ایک کلاس میں پڑھتے تھے بات بات پہ لڑتے تھے
عمر کے ذرا کچے تھے اس وقت ہم دونوں بچے تھے

اظہار کرنے کا سلیقہ نہ تھا پیار جتانے کا طریقہ نہ تھا
ہمت کر کے خط اس کی سہیلی کے ہاتھ بھیجا

ایک گلاب کا پھول بھی ساتھ بھیجا
لکھا اے جان من بچپن سے تجھ پہ مرتا ہوں

جان سے زیادہ تجھے پیار کرتا ہوں آج اس بات کا اظہار کرتا ہوں
تو میرے خوابوں میں ہے خیالوں میں ہے

میرے اندھیروں میں ہے اُجالوں میں ہے
تو زمینوں میں ہے آسمانوں میں ہے دل کے نہاں خانوں میں ہے

اس سے مزید کچھ کہہ نہیں سکتا تیرے بنا زندہ رہ نہیں سکتا
تجھے صرف اتنا کہنا ہے اب تجھے پا کر ہی دم لینا ہے

اسی شام میرے خط کا لے کر وہ جواب آئی
یوں لگا اندھیرے میں چاندنی نکل آئی

بولی تیرے بن اب میں جی نہیں سکتی
اب اور جدائی کا زہر پی نہیں سکتی

میں بھی اپنے پیار کا اظہار کرنا چاہتی تھی
مگر مارے حیا کے کچھ کہہ نہ پاتی تھی

اب تم نے جو یہ قدم اٹھایا ہے
اس بات نے میرا بھی حوصلہ بڑھایا ہے

جو تم ساتھ دو گے تو دنیا کا ہر دکھ اٹھاؤں گی
حرف شکایت نہ لب پہ لاؤں گی

وعدہ کرو زندگی بھر مجھے پیار کرتے رہو گے
کہیں پیار میں مجھے دھوکہ تو نہ دو گے

تم اپنے اللہ سے ڈرنا
میری امنگوں کا کبھی خون نہ کرنا

نہ جانے یہ حقیقت تھی یا کوئی خواب تھا
اس سوال کا میرے پاس کوئی نہ جواب تھا

......☆......

اُس کی جدائی

آج بھی گھڑی جب شام کے سات بجاتی ہے
پھر مجھے ایک بچھڑے دوست کی یاد ستاتی ہے

میری نظر گھڑی کی سوئیوں پہ جم جاتی ہے
میرے لیے وقت کی رفتار تھم جاتی ہے

میں پرانی یادوں میں کھو جاتا ہوں
یہ سوچتے اُداس ہو جاتا ہوں

شام کے سات بجتے ہی کسی کو حالِ دل سناتا تھا میں
اُس کی جدائی میں کیسے دن بیتا اسے بتاتا تھا میں

آج بھی جب شام کے سات بجنے لگتے ہیں
میرے ہاتھ بے ساختہ فون کی جانب بڑھنے لگتے ہیں

کیسے بتاؤں تیری جدائی میں تیرا دوست کتنا اداس ہے
جان سے پیارے دوست کیا تجھے اس بات کا احساس ہے

پھر سوچتا ہوں میرا حال سن کر کہیں وہ اُداس نہ ہو جائے
میری روداد شاید اس کی رُوح کو اذیت پہنچائے

میں خود تو دکھ سہہ لوں گا
مگر اسے نہ اُداس ہونے دوں گا

......☆......

میرے یار ہو تم

اے دوست تم کیا جانو کہ تم میرے کیا ہو
میں پیاسا ہوں تم ساون کی گھٹا ہو

میرا چمن میری بہار ہو تم دل کے مختار ہو تم
خزاں میں بہار ہو تم میرے دل کا قرار ہو تم

جس کا کوئی ثانی نہیں وہ دلدار ہو تم
جس نے مجھے پیار دیا ایسے یار ہو تم

میرے غم خوار ہو تم
میرا گلشن میرا گلزار ہو تم

میرا پہلا اور آخری پیار ہو تم
مجھے آزماتے کیوں بار بار ہو تم

میری زندگی میرا اعتبار ہو تم
بڑے شیریں گفتار ہو تم

آج سبک رفتار ہو تم
کیا بیمار ہو تم

......☆......

تم میرے کیا ہو

میرے من کا میت ہو تم
میری راگنی میرا سنگیت ہو تم

میری زندگی میری جیت ہو تم
جو مر کر بھی ٹوٹے وہ پریت ہو تم

میری قدر شناس ہو تم
دور رہ کر بھی پاس ہو تم

میرا خواب ہو تم تعبیر ہو تم
میرا سنسار میری تقدیر ہو تم

میں مریض محبت زندگانی ہو تم
میرے سپنوں کی رانی ہو تم

میرے لبوں کی مسکان ہو تم
میں دل ہوں اور جان ہو تم

......☆......

جدائی کا زہر

ہر بار جب تم میرا فون نمبر ملاتی ہو
پھر کیا سوچ کر خاموش ہو جاتی ہو

اس طرح مجھے کیوں تڑپاتی ہو
اپنی روح کو بھی اذیت پہچاتی ہو

میرے ضبط کو کیوں آزماتی ہو
اپنے آپ کو کیوں ستاتی ہو

اب وقت کا تقاضہ ہے کہ اک دوجے کو بھول جائیں
وصل کا خیال بھی اب ذہن میں نہ لائیں

ان پیار بھری یادوں کے سہارے جی لیں
ہنس کر جدائی کا زہر پی لیں

......☆......

تیری محبت کی سوغاتیں

کبھی ہم نے بھی تصور میں محبت کا تاج محل بنایا تھا
اس میں اپنی جان کی طرح تجھے بسایا تھا

اب وہ تاج محل مسمار ہو گیا ہے
دور مجھ سے میرا یار ہو گیا ہے

اب آنکھوں میں اشکوں کی برساتیں ہیں
تیری محبت کی یہ سوغاتیں ہیں

دامن میں کچھ پیار بھری یادیں ہیں
یاد وہ فون پہ کی ہوئی باتیں ہیں

میرے دل میں تیرے پیار کی بڑی قدر ہے
مگر محبت کا یہی مقدر ہے

جنہیں ہم دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں
پھر حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر انہیں بھول جاتے ہیں

میرا خیال کبھی دل میں نہ لانا زندگی کو روگ نہ بنانا
ہو سکے تو اک سپنا سمجھ کر مجھے بھول جانا

میرا کیا ہے تیری جدائی کے آنسو سدا پیتا رہوں گا
تیری جدائی میں مر مر کے جیتا رہوں گا

......☆......

میرے تخیل کے نام

وہ مجھ سے کہتی ہے کیوں یہ درد بھری نظمیں سناتے ہو
اپنے ساتھ مجھے بھی رُلاتے ہو کیوں باز نہیں آتے ہو

تمہیں بھولنا چاہتی ہوں مگر بھول نہیں پاتی ہوں
مجھے ہر پل تیری یاد آتی ہے دل کو جلاتی ہوں

کیسے کہوں تمہیں میں کتنا چاہتی ہوں
زمانے کے ڈر سے کچھ کہہ نہ پاتی ہوں

تجھے میں پیار کرتی ہوں انجام سے بھی ڈرتی ہوں
میرے ذہن و دل پہ چھائے ہو بتاؤ کس دنیا سے آئے ہو

میرے دن رات میں تم ہو میری ہر بات میں تم ہو
جی چاہتا ہے تجھے اپنا بنالوں دل کی دھڑکن میں بسالوں

تیری یاد دل سے جا نہیں سکتی میں تجھے پا نہیں سکتی
دل سے مجبور ہو کر فون اٹھاتی تیرا نمبر ملاتی ہوں

پھر سوچتی ہوں تم شکوے شکایتیں کرو گے
دل دکھانے والی باتیں کرو گے

تیرے دل میں رہنا ہے مجھے فقط اتنا کہنا ہے
دنیا کے سامنے کوئی تماشہ نہ بناؤں گی
میں سدا کے لیے اپنے اصغؔر کو بھول جاؤں گی

......☆......

چھوٹی سی کہانی

ہمارا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا
جو دھوپ میں چھاؤں تھا

وہاں اک الھڑ مٹیار رہتی تھی
مجھے تم سے محبت ہے ، ہر روز کہتی تھی

اسکول سے جب میں آتا تھا
اسے اپنے راستے میں پاتا تھا

اس طرح دن ماہ میں بدلے ماہ سال ہوئے
اس کے پیار میں اپنے بُرے حال ہوئے
جب ہم پہ شباب آیا وقت پھر خراب آیا

اس کی شادی کی باتیں ہونے لگیں
ہماری چوری ملاقاتیں ہونے لگیں

گاؤں والوں کو ہم سے بیر ہو گیا
اس طرح ہمارا جینا قہر ہو گیا

اس کے بھائیوں نے ایک امیر سے اس کی شادی کر دی
ہمارے ارمانوں کی بربادی کر دی

اس کی جدائی کا غم سہہ نہ پایا
میں پردیس چلا آیا

جب بھی اس کی یاد آتی ہے
مجھے خون کے آنسو رلاتی ہے
میری زیست کو جہنم بناتی ہے

......☆......

وہ ہم پہ نظر عنایت نہیں کرتے

اب وہ ہم پہ نظر عنایت نہیں کرتے
ہم بھی ان سے کوئی شکایت نہیں کرتے

اپنے اس دل میں اتنا پیار بھرا ہے
اسے لٹانے پہ آئیں تو کفایت نہیں کرتے

کیسے پیر ہیں جو خود تشہیر کرتے ہیں
اللہ کے ولی تو دعویٰ ولایت نہیں کرتے

وہ جانتے ہیں کہ ہمیں ڈانٹ سہنے کی عادت نہیں
اپنے برتاؤ میں وہ پھر بھی رعایت نہیں کرتے

آئینے کی طرح ہوتی ہیں اپنی اکثر باتیں
کسی محفل میں بیاں جھوٹی حکایت نہیں کرتے

جانتے ہیں کہ موت ایک تلخ حقیقت ہے اصغؔر
اسی لیے کئی سالوں سے ہم ڈائیٹ نہیں کرتے

......☆......

دُنیا بڑی منہ زور ہے سائیں

دُنیا بڑی منہ زور ہے سائیں
یہ بندہ کمزور ہے سائیں

یہاں کوئی کسی کے کام نہیں آتا
یہ نفسا نفسی کا دور ہے سائیں

کسی کو من کا میت بنائیں
ہر کوئی یہاں چور ہے سائیں

میں کسی کو دل دے بیٹھا
عشق پہ کس کا زور ہے سائیں

اس کی پیاری چال کو دیکھ کے
پائلیں پہننا مور ہے سائیں

ایسے مرد کو جنت ملے گی
جو دو بیویوں کا شوہر ہے سائیں

آپ کی نظروں میں ہم چھوٹے سہی
دوستوں میں اپنی ٹھور ہے سائیں

اصغؔر کی شاعری کی دھوم مچادے
تیری بزم کا بڑا شور ہے سائیں

......☆......

مکالماتی نظم

میں نے کہا تیری یاد میں آنکھیں روتی ہیں
جواب آیا یہ اسی طرح صاف ہوتی ہیں

پوچھا درد ہجر کا کوئی علاج بتایئے
جواب آیا وصل ہو گا اسی طرح روتے جایئے

میں نے کہا اب آنکھوں کے ساتھ دل بھی روتا ہے
جواب آیا عاشقوں کے ساتھ اکثر یہی ہوتا ہے

میں نے کہا رات کو آنسوؤں سے تکیے بھیگ جاتے ہیں
جواب آیا چلو اسی بہانے ہم تمہیں یاد تو آتے ہیں

میں نے کہا تیری محبت میری زندگی بھر کی کمائی ہے
جواب آیا تو ماہر مبالغہ آرائی ہے

میں نے کہا میری مشکلات کا کوئی حل بتایئے
جواب آیا اصغؔر خدا کے لیے ہمیں بھول جایئے

......☆......

مکالماتی نظم

میں نے کہا کب دن سہانے آئیں گے
اس نے کہا جب وہ پرانے زمانے آئیں گے

میں نے کہا گزرازمانہ آتا نہیں دوبارہ
اس نے کہا کیا میری یاد نہیں کوئی چارہ

میں نے کہا مجھے رات بھر نیند نہیں آتی ہے
اس نے کہا کیا میری یاد ستاتی ہے

میں نے کہا کبھی خوابوں میں ملنے آیا کرو
اس نے کہا کیا بزم خیال میں ہمیں بلایا کرو

میں نے کہا کیا قیمت ہے آپ کے دل میں رہنے کی
اس نے کہا تجھے ہمت ہی کہاں ہے کرایہ دینے کی

میں نے کہا چند دن مہمان سمجھ کر رکھ لیجئے
اس نے کہا پہلے اکیلے پن کا مزہ چکھ لیجئے

میں نے کہا عمر کے ساتھ وزن بھی بڑھتا جا رہا ہے
اس نے کہا میں فون رکھتی ہوں کوئی آ رہا ہے

......☆......

یہ دُوری مٹالیں

اس نے کہا سنا ہے راتوں کو مجھے یاد کر کے روتے ہو
میں نے کہا سنا ہے میری یاد میں تم بھی کم سوتے ہو

اس نے کہا ان دنوں کس سے راہ و رسم ہے
میں نے کہا کسی سے بھی نہیں تمہاری قسم ہے

اس نے کہا میرے بن اب تم کیسے جیتے ہو
میں نے کہا جیسے تم جدائی کا زہر پیتے ہو

اس نے کہا اب تیرا وقت کیسے کٹتا ہے
میں نے کہا تیری یاد سے جگر پھٹتا ہے

اس نے کہا اب بھی مجھ سے محبت کرتے ہو
میں نے کہا کیا تم اسی طرح مجھ پہ مرتے ہو

اس نے کہا میری جان اصغؔر کیوں نہ یہ دُوری مٹالیں
میں نے کہا آؤ ایک بار پھر تمہیں گلے سے لگالیں

......☆......

شاد رہو

اسے کہنا کبھی میرے دل کی سونی محفل میں چلا آئے
اپنی محبت بھری نظموں سے اسے جگمگا جائے

مجھے ایک بار اپنی مدھر آواز سنا جائے
موسم سرما میں غزل سنا کر ماحول کو گرما جائے

اسے کہنا جب میرے دل کی بزم کا اہتمام ہوتا ہے
پھر میرا ہر پل اس کے نام ہوتا ہے

سب سے پہلے اسے سلام ہوتا ہے
پھر اس کے نام میرا ہر پیغام ہوتا ہے

اسے کہنا تیرے بن میرے دل کی محفل اُدھوری ہے
تیری مجھ سے کیوں اتنی دوری ہے

ہم سے کوئی خطاء ہو گئی یا تیری کوئی مجبوری ہے
مجھے تیری یاد ستاتی ہے محفل میں اُداسی چھائی رہتی ہے

اسے کہنا یہ بزم تیرا اپنا گھر ہے تجھے نہ کسی کا ڈر ہے
میں ہر پل تجھے یاد کرتا ہوں عافیت کی دعا کرتا ہوں
اے دوست جہاں رہو شاد رہو کراچی یا اسلام آباد رہو

......☆......

محبت کیا ہے

لگتا ہے ہمیں تیری محبت تب راس آئے گی
جب ہمارے جسم سے آخری سانس جائے گی

اب محبت خیالوں و خوابوں میں رہ گئی ہے
آج تو یہ صرف کتابوں میں رہ گئی ہے

یہاں محبت کا دعویٰ تو ہر کوئی کرتا ہے
مگر اس کے معیار پہ پورا کوئی نہ اترتا ہے

محبت نام کی اسے اک ایسی بیماری ہے
جو سچے عاشقوں کو زندگی سے پیاری ہے

اس میں وصل کی لذت اور درد ہجر بھی ہے
اسے آساں نہ جانیے اس میں عذاب جگر بھی ہے

اس میں انسان ساری خوشیاں کھو بیٹھتا ہے
کئی بار جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے

اب تو سچی محبت ملتی نہیں زمانے میں
مدت لگتی ہے کسی کی سچی محبت پانے میں

......☆......

خوابوں میں

علم کی خاطر لوگ چین چلے جاتے ہیں
آج کے انسان صورت مشین چلے جاتے ہیں
جس مشاعرے میں اعلی کلام سننے کو نہ ملے
ایسی تقریب سے سامعین چلے جاتے ہیں
خوابوں میں تو ملتے ہیں بڑے پیار سے
آنکھ کھلتے ہی سارے حسین چلے جاتے ہیں

......☆......

انسان

تن من جن کے صاف ہوتے ہیں
کئی لوگ ان کے خلاف ہوتے ہیں
اچھے انسانوں کا برا چاہتے ہیں
یہ شیطانوں کے اوصاف ہوتے ہیں
انسان کو اپنا حق چھیننا پڑتا ہے
یہاں لوگ بڑے بے انصاف ہوتے ہیں

......☆......

نسب و نام

کب کسی کا نسب و نام دیکھتے ہیں
ہم تو انسان کا پیغام دیکھتے ہیں
دنیا میں ایسا ہوتا ہی آیا ہے
برائی کا برا ہی انجام دیکھتے ہیں
عید کے دن دیدار نہ دیکھتے تھے
بسنت میں انہیں سر بام دیکھتے ہیں

......☆......

سخنور

دیوانوں پہ کچھ واجب نہیں ہوتا
انہیں چھیڑنا مناسب نہیں ہوتا
جو اپنے سوا اوروں کا بُرا چاہے
اس کا کوئی بھی طالب نہیں ہوتا
سخنور تو بہت ہیں دنیا میں
مگر ہر کوئی غالب نہیں ہوتا

......☆......

اس کی یاد

اس کی یاد میں رات بھر سو نہ سکا
زمانے کے ڈر سے رو نہ سکا

اشعار تو میرے ذہن میں آتے رہے
مگر انہیں غزل میں پرو نہ سکا

وہ مجھ سے روٹھ کر چل دیا
میں اس کے گِلے شکوے دھو نہ سکا

......☆......

کیا اسے بھول پاؤ گے

کتنی دیر درد بھری نظمیں سنا کر تڑپاؤ گے
ایک دن میری طرح تم بھی تھک جاؤ گے

جس کی خاطر دیوانوں سا حال بنا رکھا ہے
اگر مل گیا تو کیسے اپنا حالِ دل سناؤ گے

اس نے بھی اگر بھلا دیا کڑے وقت کی طرح
پھر کیا اسے اپنے دل سے بھلا پاؤ گے

......☆......

ہر کمرے میں تیری تصویر

اس طرح گھر کی زیبائش بڑھا دی ہے
ہر کمرے میں تیری تصویر سجا دی ہے

شاید تو کبھی اصغؔر سے ملنے آئے
سارے گھر میں سرخ قالین بچھا دی ہے

......☆......

جان سے پیاری

کون کہتا ہے کہ تو مجھے جان سے پیاری نہیں ہے
تیرے سوا کسی اور سے میری یاری نہیں ہے

تمہارے ہوتے ہوئے میں کسی اور حسیں کا نام لوں
اے جان سے پیارے دوست اتنی ہمت ہماری نہیں ہے

......☆......

میرا سانول

رس بھری تیری باتوں میں ایسا تغزل ہے
لگتا ہے کہ تو کسی شاعر کی غزل ہے
میرے سبھی دوستوں کی فہرست میں
فقط صرف اک تیرا نام اوّل ہے
اصغؔر نے سچے دل سے چاہا ہے تجھے
دنیا میں اک تو ہی میرا سانول ہے

......☆......

خوشیاں بانٹنے والے

وہ کسی کا دل نہیں دکھاتے جو ذی شعور ہوتے ہیں
جن کے دشمن زیادہ ہوں وہی لوگ مشہور ہوتے ہیں
کسی کے ظاہری تبسم پہ نہ جانا اے دوست
خوشیاں بانٹنے والے اکثر غموں سے چور ہوتے ہیں
ہمارے پیارے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے لوگو
اچھے کردار والوں کے دشمن ضرور ہوتے ہیں

......☆......

اک زمانہ ہوگیا ہے

میرا دل کسی کی محبت کا دیوانہ ہو گیا ہے
اسی لیے زیست کا ہر پل سہانا ہو گیا ہے

وہ شخص جو میرے دل کا سکون تھا
رقیبوں کی باتوں میں آ کر بیگانہ ہو گیا ہے

اب تو بُھولے سے بھی یاد نہیں کرتا
اس کی میٹھی آواز سنے اک زمانہ ہو گیا ہے

......☆......

چاہت

کسی بے وفا چاہت قربان نہیں کرتے
ہر ملنے والے پر دوستی کا گمان نہیں کرتے
جن لوگوں نے کسی سے وفا نہ کی ہو
ایسے لوگوں کو اپنا راز دان نہیں کرتے
پیار میں جس کا چین سکون لُٹ جائے
پھر وہ کسی سے محبت کا پیمان نہیں کرتے

......☆......

چاند ستارے

میری غزلوں کو چاند ستارے لگانے والے
مولا تجھے خوش رکھے میرا حوصلہ بڑھانے والے
دلوں میں گر نفرت نہ ہو کتنی حسیں ہو دنیا
کاش اس بات کو اپنا لیں یہ زمانے والے
ورنہ ہم لوگ تو تھے ساتھ نبھانے والے

......☆......

پاکیزہ دوستی

دنیا میں کوئی دوست کوئی جانی نہ ملا
دشمن بہت ملے مگر ایک بھی خاندانی نہ ملا
ہمارے غم بھی خوشیوں میں بدل جاتے ہیں
مگر ہمیں کوئی تعویز سلیمانی نہ ملا
ملنا ہے تو پاک جذبے سے ملا کر مجھے
پاکیزہ دوستی میں جذبہ ایمانی نہ ملا

......☆......

سکونِ قلب

میں تمہیں بھول نہیں سکتا تم چاہے بھلا دو
تمہیں چاہنے کی اتنی بڑی تو نہ سزا دو
ایک بار ہی کہہ دو تمہیں پیار ہے مجھ سے
میرے سکونِ قلب کے لیے بات دوہرا دو

......☆......